یہ اخبار ہفتہ وار ہر جمعہ کے دن امرتسر سے شائع ہوتا ہے

اغراض و مقاصد

(۱) دین اسلام اور سنت نبوی علیہ السلام کی حمایت و اشاعت کرنا۔

(۲) مسلمانوں کی عموماً اور اہلحدیث کی خصوصاً دینی و دنیوی خدمات کرنا۔

(۳) گورنمنٹ اور مسلمانوں کے باہمی تعلقات کی نگہداشت کرنا۔

قواعد و ضوابط

(۱) قیمت بہرحال پیشگی آنی چاہیے۔

(۲) بیرنگ خطوط وغیرہ مجلد واپس ہونگے۔

(۳) مضامین مرسلہ بشرط پسند مفت درج ہونگے اور ناپسند مضامین بصولڈ اک ٹکٹ واپس ہوسکینگے جن مراسلات سے نوٹ لیا جائیگا وہ ہرگز واپس نہ ہونگے۔

(۴) جواب کیلئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنی چاہیے

اخبار اہلحدیث

امرتسر

صدر مسلم ... مخطوم ... پس لکلہرت مصطفےٰ ... چہ دانند ... کہا ہے

نمبر ۳۲ و ۳۳ جلد ۱۲

شرح قیمت اخبار

والیان ریاست سے سالانہ	؏
رؤسا و جاگیرداران سے ″	للعہ
عام خریداران سے	؏
ششماہی	؏
ممالک غیر سے سالانہ ۵ شلنگ ۶ پنس	
ششماہی ۳ شلنگ	

اجرت اشتہارات

کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت کے ہو سکتا ہے جملہ خط و کتابت و ارسال زر بنام مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب (مولوی فاضل) مالک و ایڈیٹر اخبار اہلحدیث امرتسر ہونی چاہیے۔

امرتسر مورخہ ۲۷ رجب ۵ شعبان ۱۳۳۳ھ ہجری مطابق ۱۱-۱۸ جون ۱۹۱۵ء عیسوی بروز جمعہ

فہرست مضامین

قادیانی مشن (لاہوری پارٹی پر عتاب) ۱
آریہ مسافر ضبط ۳
مولانا بٹالوی اور ہم ۴
عذر غیر حاضری ۵
مفقود کا نکاح ۶
مدرسین کے فرائض ۷
ہمدردی ۸
جبلپور میں آریوں سے مباحثہ ۹
خدمات اہلحدیث کانفرنس ۱۱
ذاکرہ علمیہ نمبر ۸ ...... ۱۲
قطب صاحب میں اہلحدیث کانفرنس کیطرف کے جلسہ
تجاویز مفیدہ بابت اہلحدیث کانفرنس و اشاعت توحید و سنت ۱۳
اشاعت اسلام ہمدردی سے ۱۴
خلق حسن ۱۴
بحث اجماع متعلق مذاکرہ علمیہ ۸ ...... ۱۵
ذاکرہ علمیہ نمبر ۹ ...... ۱۸
فتاوے ...... (۲۰) ...... متفرقات ۲۱
انتخاب الاخبار ۲۲
اشتہارات ...... (۲۳) ۲۴

قادیانی مشن

(لاہوری پارٹی پر عتاب)

قاعدہ کی بات ہے اور بہت دنوں سے یہ دستور ہے کہ اختلاف پیدا ہوتے ہی ہر فریق دوسرے کے حق میں الہامات اور نصوص پیدا کر لیا کرتا ہے جن کو مخالف فریق پر چسپاں کرنے کی کوشش میں ساعی رہتا ہے۔ اسلامی فرقوں میں سب سے پہلے اس ایجاد کے موجد شیعہ حضرات ہوئے ہیں جن کی کوشش صرف اس بات پر رہی کہ جہاں کہیں ظالموا یا ظلموا کا لفظ قرآن مجید میں آیا پس انہوں نے اُس کو صحابہ ثلاثہ کے دشمنوں کے حق میں لگایا۔ اسی طرح آج قادیانی مشن میں ہو رہا ہے کہ مرزا صاحب قادیانی کے الہامات جو اپنی گولائی کی وجہ سے بہت ہی وسیع معنے اپنے اندر رکھتے تھے ایک فریق دوسرے کے حق میں چسپاں کر رہا ہے۔ مثال کے لئے مندرجہ ذیل حوالہ کافی ہوگا

مرزا صاحب نے طاعون سے اپنے گھر کی حفاظت کا اعلان کیا تھا۔ اُس پیشگوئی کے الفاظ میں ایک استثناء بھی تھا جس کا مطلب یہ تھا کہ میرے گھر میں رہنے والے طاعون سے محفوظ رہینگے مگر جو متکبر ہونگے اُن کیلئے وعدہ نہیں۔ قادیان سے آواز آتی ہے کہ یہ استثناء لاہوری پارٹی یا اُس کے سرگروہ کے حق میں ہے۔ چنانچہ مندرجہ ذیل حوالہ اس مدعا کو ظاہر کرتا ہے:۔

الفضل لکھتا ہے:۔

انی حافظ کل من فی الدار	وہ جس کا ظہور خاص

خدا کا ظہور تھا۔ وہ جس کی مسکراہٹ میں صد جلوہ طور تھا۔ وہ جس کی چشم ناز میں جنت کی سو کھڑکی کھلی تھی۔ وہ جس کی صحبت نفسیکی ایک ایک گھڑی ظاہر شب زندہ دار متقی سالہا عبادت سے قیمتی تھی۔ وہ جس کے وجود میں ایک لاکھ

(۷۹۳) الفاروق - حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سوانح عمری مولانا علامہ شبلی نعمانی قیمت عمدہ مجلد

AsliAhleSunnet.com

چوبیس[1] ہزار انبیاء کی شان جلوہ گر تھی وہ جسکی قوت ملکیہ دافع ہر شور و شر تھی وہ جسے خدا نے اپنے ولد کے مقام پر فرمایا بلکہ بمنزلہ توحید و تفرید بنایا جس کو آیت انت منی وانا منک اور انت منی وانا منک سے مخاطب فرما کر اپنا مظہر اتم بنایا۔ حیرت ہے حسرت ہے رونے کا مقام ہے کہ چند نا اہل بے وفا۔ قومی غدار۔ اس کی ہتک میں اپنی عزت۔ اس کے درجہ کے گھٹانے میں اپنا بڑھنا دیکھتے ہیں۔ کوئی صبح طلوع نہیں کرتی جب وہ اپنے لئے سخط الٰہی کا کوئی باعث پیدا نہیں کرتے اور کوئی شام نہیں اترتی جب وہ اپنے واسطے غضب و تباہی کا موجب ہویدا نہیں کرتے عقلیں انکی مسخ ہو گئیں دل بدل گئے اور عہد جو خدا کے مسیح کے ہاتھ پر کئے تھے فسخ۔ زبانیں تیز اور ہاتھ ہر وقت آمادہ ستیز اللھم انا نجعلک فی نحورھم ونعوذ بک من شرورھم

وہ نظارہ اب تک میری آنکھوں میں پھر رہا ہے جب خدا کا برگزیدہ نبی مسجد مبارک میں زیب دہ سریر رسالت تھا۔ اور کسی نے عرض کیا کہ ایک شخص کہتا ہے ہمارا گھر بھی ابھی تک طاعون کے حملے سے محفوظ ہے۔ فرمایا۔ پھر وہ کیوں اس خدا کی حفاظت کا اعلان نہیں کر دیتا اسے چاہئے کہ یہ دعوے شائع کرے پھر دیکھے کہ خدا کی غیرت اپنا کیا جلوہ دکھاتی ہے۔ ایسا کہنے والا خدا کے ایک نشان کو مٹانا چاہتا ہے پس ضرور ہے کہ اس کا غضب بھڑکے۔ اس وقت تمام جہان میں ایک ہی دار کو اللہ تعالیٰ نے یہ امتیاز بخشا ہے کہ وہ طاعون جو عذاب الٰہی ہے اس سے امن میں رہے۔

چنانچہ آپ نے اس کے متعلق بعض مخالفین عنید کے نام لکھکر ان کو مخاطب کیا کہ اگر نہیں کچھ بھی زعم ہے تو مقابلہ پر آئیں باقی قرآن مجید میں مھلکوا اور معذبوا دونوں الفاظ آئے ہیں۔ پس بعض ہلاک ہو گئے اور بعض بچائے جائیں گے۔ اس نشان کی عظمت تو مقابل پر آنے سے معلوم ہو سکتی ہے چنانچہ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اس بین نشان کے ہزاروں نہیں لاکھوں گواہ موجود ہیں کہ اس مبارک دار کا ایک کتا ایک چوہا بھی طاعون سے نہ مرا۔ اب محض ضد سے نہایت بے باکی کے ساتھ کہا جاتا ہے کہ خواجہ کمال الدین کے گھر کے لئے بھی یہی الہام ہے بلکہ خواجہ صاحب کے گھر کو ایک خاص شرف حاصل ہے کہ قادیان کے دار کے لئے تو الا الذین علوا باستکبار کا استثناء موجود ہے اور خواجہ صاحب کے گھر کے لئے یہ شرط بھی نہیں۔

نادانو! سوچو کہ یہ الہام ہے تو کس پر نازل ہوا۔ اور کس کی خاطر ہوا۔ وہ خدا کا رسول (مرزا) جو تمام انبیاء کے حلوں میں نازل ہوا۔ اور اس کے اہل بیت امان فی الارض تھے اور ہیں۔ انہی کی خاطر خدا نے یہ وعدہ کیا جب وہ سب لاہور تشریف لے گئے اور ان دنوں میں اس مکان کے متعلق کسی نے بعض خطرناک اجرام کا خطرہ ظاہر کیا تو اللہ تعالیٰ نے انی حافظ کل من فی الدار سے تسلی دی۔ جس سے ثابت ہوا کہ اہلبیت نبوی تو کل من فی الدار کے وعدہ میں شامل ہیں البتہ ایک ہمہ علو و استکبار ہستی جس کی قسمت میں حضرت آدم ثانی کی خلافت کا اباء اور استکبار لکھا تھا وہ اس دار میں نہ تھی جس کی وجہ سے قادیاں کے دار میں ایک استثناء اللہ تعالیٰ نے بڑھا دیا۔

واقعی اس وقت نظر بحالات ظاہریہ امر نہیں کھل سکتا کہ یہ استثناء کیوں ہے۔ لیکن بعد میں جب واقعات نے اپنا رنگ بدلا تو معلوم ہو گیا کہ حضرت مسیح موعود پر روحی فداہ جیسے ولی وہ علیم بذات الصدور ذات بابرکات تھی جس کی نگاہ چند طلب تک پہنچتی ہے اس نے ایک دل کو علو اور استکبار کا مادہ اپنے اندر لئے ہوئے دیکھا اس لئے اس نے متنبہ کیا بس یہ معاملہ تو صاف ہے مگر محض ہمدردی سے پیغام کے ہتھیں ہم کو انتباہ کرتے ہیں کہ وہ ہمارے ساتھ لڑیں جھگڑیں۔ لیکن خدا کے زبردست نشانوں کے ساتھ استخفاف اور استہزاء چھوڑ دیں۔ ایسا نہ ہو کہ اس کی غیرت جوش میں آ جائے اور کوئی عملی جواب جناب الٰہی سے نازل ہو۔ جس کو روکنے والا تم میں سے کوئی نہیں اور یقیناً کوئی نہیں۔ نہ تو خواجہ کی ذات سے وعدہ ہے اور نہ خواجہ کے مکان کی کوئی خصوصیت ہے پس ہرگز طاعون یا عذاب الٰہی سے محفوظ رہنے کا وعدہ اس سے منسوب نہیں۔ البتہ اگر تم استہزاء اور ہماری ضد سے نہیں کہتے بلکہ فی الواقعہ تمہارا یہ عقیدہ ہے تو پھر جرأت سے کام لو بہت سے کام لو مرد بنو بزدلی اور جبن مومن کا کام نہیں۔

خواجہ صاحب سے شائع کرا دو کہ اسکی ذات یا اس کے دار کے لئے یہ خدا کا وعدہ ہے اور وہ طاعون یا کسی دیگر عذاب الٰہی سے محفوظ رہیں گے۔ پھر میرے مولیٰ کی قدرت نمائی دیکھو۔

تم ہمیں بے شک منتقل کہو۔ مشرک کہو کافر جانو۔ کفر کے فتوے شائع کرو۔ لیکن خدا کے آلٰہی نشانوں کا استخفاف چھوڑ دو کہ اس کا نتیجہ برا ہے۔ (الفضل ۳ مئی)

اہلحدیث ۔ اس امر کا جواب کہ آیا استکبار کا استثنا خواجہ کمال الدین کے حق میں ہے یا مولوی محمد علی کے حق میں یا کسی اور کے لئے لاہوری پارٹی

[1] امر اکبر کس قدر تعلی کا دعوے ہے یہی دعوے خود مرزا صاحب نے بھی کیا ہوا ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں ان قدمی علی منارۃ ختم علیہا کل رفعۃ (خطبہ الہامیہ ص ۳۵) میرا قدم اس مینار پر ہے جہاں پر تمام بلندیاں ختم ہیں یعنے میں سب سے اعلیٰ ہوں۔ نعوذ باللہ۔ (اہلحدیث)

نوٹ: [illegible] (۹۹م)

[2] ناظرین یہ دعوے یاد رکھیں (اہلحدیث)

AsliAhleSunnet.com

کے ذمہ ہے۔ امید ہے وہ بہت اچھی طرح یہ الزام رفع کرینگے۔ ہاں ہمارے ذمہ یہ ہے کہ ہم مرزا صاحب کے اس الہام کی پوری تشریح کرکے صحیح واقعہ بتلادیں کہ یہ پیشگوئی کہاں تک صحیح ہے اور کہاں تک غلط۔

پس واضح ہو کہ اس پیشگوئی میں جو لفظ دار کا آیا ہے جس کے معنے گھر کے ہیں۔ اس کی بابت مرزا صاحب نے اپنے رسالہ "کشتی نوح" میں یوں لکھا ہے:۔

جو شخص میری تعلیم پر پورا پورا عمل کرتا ہے وہ اس میرے گھر میں داخل ہوجاتا ہے جسکی نسبت خداتعالیٰ کے کلام میں یہ وعدہ ہے انی حافظ کل من فی الدار یعنے ہر ایک جو تیرے گھر کی چاردیواری کے اندر ہے میں اس کو بچاؤنگا۔ اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ وہی لوگ میرے گھر کے اندر ہیں جو میرے اس خاک وخشت کے گھر میں بود و باش رکھتے ہیں بلکہ وہ لوگ بھی جو میری پوری پیروی کرتے ہیں میرے روحانی گھر میں داخل ہیں (صنا)

مرزا صاحب کے اس اقتباس نے یہ امر صاف کردیا کہ دار (گھر) سے مراد یہ نہیں کہ وہ چاردیواری کا گھر ہو بلکہ یہ مراد ہے کہ مرزا صاحب کی مریدی اور اعتقاد کے حصن حصین میں ہو بہت خوب۔ تو معنے اس الہام (انی حافظ کل من فی الدار) کے یہ ہوئے کہ میں (خدا) مرزا کے کل مریدوں کو طاعون سے محفوظ رکھونگا۔ چاہے وہ قادیان میں ہوں یا بیرون قادیان پنجاب میں ہوں یا بمبئی میں۔ ہند میں ہوں یا سندھ میں غرض کہیں ہوں ہر جگہ مرزا صاحب کا اعتقاد اُن کے لئے حصن حصین کا کام دیگا۔ اب ہمیں دیکھنا ہے کہ واقعہ کیا ہوا۔ مرزا صاحب کے مرید کثرت سے طاعون کی نذر ہوگئے یہاں تک کہ مرزا صاحبکو اُن کے جنازہ لیجانے اور جنازہ پڑھنے کے متعلق خاص احکام جاری کرنے پڑے (الحکم ۱۰ اپریل ۱۹۰۷ء) بلکہ خدا نے اس پیشگوئی کو آخری حد تک پہنچانے کے لئے خاص قادیان میں مخلص مریدوں کو طاعون سے مارا تاکہ کسی ذی ہوش اور منصف مزاج کو عذر کرنے کا موقع نہ ملے۔ محمد افضل ایڈیٹر البدر مع اپنے بچوں کے قادیان میں طاعون کی نذر ہوا جو مرزا صاحب کا خاص ڈائری نویس تھا۔ محمد یسین ہاپوڑی مہاجر قادیان خاص قادیان ہی میں طاعون سے مرا (الحکم ۱۴/۲۴ فروری ۱۹۰۸ء صفحہ)

ان واقعات سے صاف ثابت ہوا کہ مرزا صاحب کی اس پیشگوئی کو دوسری پیشگوئیوں پر کچھ مزیت نہیں بلکہ سب کی سب ایک ہی تھیلے کے بٹے ہیں۔

اب ہم اس پیشگوئی کے متعلق مرزا صاحب کے اعلان کی دو سطریں نقل کرتے ہیں جو یہ ہیں:۔

خدا نے چاہا ہے کہ اس زمانہ میں انسانوں کے لئے ایک آسمانی رحمت کا نشان دکھاوے سو اس نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا کہ تو اور جو شخص تیرے گھر کی چاردیواری کے اندر ہوگا اور وہ جو کامل پیروی اور اطاعت اور سچے تقوے سے تجھ میں محو ہوجائیگا وہ سب طاعون سے بچائے جاوینگے (کشتی نوح صفحہ ۲)

واقعی اگر یہ دعوے سچا ہوتا تو ایک آسمانی نشان ہوتا مگر آہ افسوس سے کہنا پڑتا ہے ؎

جو آرزو ہے اُس کا نتیجہ ہے انفعال
اب آرزو یہ ہے کہ کبھی آرزو نہ ہو

آریہ مسافر ضبط

لاہور سے ایک رسالہ ماہوار نکلتا ہے جس کا نام ہے آریہ مسافر۔ وہ پنڈت لیکھرام کی یادگار میں جاری ہوا تھا اس لئے اُس کے نقش قدم پر چلنا اُس کو ضروری تھا۔ چنانچہ اُس کے اُس نمبر میں جو اُس نے پنڈت لیکھرام کی سوانح کے متعلق لکھا تھا جس کا نام تھا "شہید نمبر" مسلمانوں کے مذہب اور نبی کی نسبت بہت کچھ زبان درازیاں تھیں۔ جس کی بابت اہلحدیث ۱۶ اپریل میں ایک نوٹ لکھکر آریوں کی اس مجلس کو جس کے ماتحت یہ رسالہ شائع ہوتا ہے توجہ دلائی تھی کہ اس رسالہ کی اصلاح کریں۔ دیگر اسلامی اخباروں نے بھی بہت کچھ لکھا لیکن فرق یہ تھا کہ اوروں نے گورنمنٹ کو توجہ دلائی ہم نے گورنمنٹ کو توجہ دلانے کی ضرورت نہ سمجھکر رسالہ کے افسروں کو متوجہ کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ آریہ مسافر نے اپنے دوسرے مہینے کے پرچے میں اپنے دل آزار فقروں کو نہ صرف دُہرایا بلکہ اُن کو پختہ اور مدلل کرکے اپنی بیگناہی کا اظہار کیا تو خدائی غیرت نے جوش مارا کہ گورنمنٹ نے حکم دیا کہ آریہ مسافر کا وہ پرچہ ضبط کیا جائے۔

کچھ شک نہیں کہ اس حکم کے سننے سے ہمکو رنج ہوا اس لئے کہ آج کل کی شوراشوری میں پولیٹیکل پرچوں پر آفت آوے (گو ہماری دعا ہے خدا سب کو محفوظ رکھے) تو تعجب کی بات نہیں کیونکہ ملکی شورش میں ملکی آدمی اور ملکی اخبار کام آیا کرتے ہیں۔ لیکن مذہبی اخبار جو ہمیشہ سے بے شر اور پولٹیکل خطرات سے الگ رہا کرتے ہیں انپر کیوں نزد آئے مگر خدا کے ہاں تو یہ مصلحت مقبول نہیں اُس کے ہاں تو جو کرتا ہے وہی بھرتا ہے۔

چند ایام کا واقع ہے کہ آریوں کے زد لائق مصنف پٹیالہ میں قید ہوئے۔ ایک قابل ڈاکٹر لاہور میں فوت ہوا۔ گزشتہ ہفتہ کا ذکر ہے کہ آریہ سماج لاہور کے ممبروں کے مابین جوتا اور لکڑی چلنے کی خبر آئی اب اس رسالہ کی ضبطی کا صدمہ ہوا۔ اس لئے آریہ سماج نے ان مصیبتوں میں ہمکو ہمدردی ہے ہم آریہ سماج کے اختلاف کو بہت ہی معقولیت سے دیکھتے ہیں۔ اسی لئے ہم اس اختلاف کو اسلام کے حق میں مضر نہیں جانتے بلکہ مفید جانتے ہیں۔ البتہ یہ ضروری اعتراف ہے کہ آریوں کا اختلاف اسی صورت میں مفید ہے جس میں اسلام کی طرف سے مدافعت کرنے والا کوئی قابل شخص ہو جو آریہ سماج کے داؤ گھات سے واقف ہو۔ ورنہ سخت خطرات کا سامنا ہوتا ہے خدا کرے علمائے اسلام کو اس طرف توجہ ہوجائے۔

مسافر سے استفسار | آگرہ سے ایک آریہ اخبار مسافر نکلتا ہے جس کے ایڈیٹر جبلپور کے مباحثہ میں پیش ہوئے تھے مباحثہ کی پوری کیفیت تو دیکھنے پر موقوف تھی ادھوری سی اسی پرچہ میں دوسرے مقام پر مولوی محمد ابوالقاسم بنارسی سلمہٗ کے مراسلہ میں معلوم

(۲۹۵)

AsliAhleSunnet.com

ہو سکتی ہے اس مقام پر ایک امر کا دریافت کرنا مقصود ہے جو یہ ہے :-

ریلوے سٹیشن جبل پور پر جب ہم آئے تو متعدد آدمیوں کی زبانی معلوم ہوا کہ آریہ پنڈتوں کو صاحب ڈپٹی کمشنر جبل پور نے سات گھنٹوں کے اندر اندر نکلجانے کا حکم دیا ہے چنانچہ وہ پنڈتان بھی اُس وقت ریلوے سٹیشن ہی پر سوار ہونے کو آئے ہوئے تھے۔

دریافت طلب یہ ہے کیا یہ امر واقعی ہے کہ آریہ پنڈتوں کو خارج البلد کیا گیا۔ اگر واقعی ہے تو ہم اپنی طبیعت میں مجبور ہیں کہ افسوس ظاہر کریں اور آریہ پنڈتوں سے بمنت التجا کریں کہ للہ اپنے طریق عمل کو بدلیں تاکہ مذہبی لوگوں پر بلاؤں کا نزول شروع نہو جائے۔ جبل پور میں جسطرح آپ لوگوں نے مباحثہ کیا اور جو جو لفظ باوجود سخت پابندیوں کے منہ سے نکالتے رہے حاضرین جلسہ اُن کو بھولے ہونگے اگر وہ بھول بھی جاویں تو ایشور پرماتما عالم الغیب تو کسی صورت میں بھولتا نہیں پس

آپ ہی اپنے ذرا جور و ستم کو دیکھو
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی۔

مولانا بٹالوی اور ہم

ہمارے ناظرین کُل نہیں تو بہت سے مولینا محمد حسین صاحب بٹالوی کو جانتے ہونگے آپ ایک پُرانے عمر رسیدہ ہنی سال کے بزرگ ہیں۔ شروع شروع میں اہلحدیث جماعت کی آپنے بہت سی علمی خدمات کیں۔ سنہ ۱۹۰۳ء سے آپ کو اس خاکسار پر نظر عنایت ہے۔ آپ بھی بعض دیگر علماء کے اس امر میں ہم صفیر رہے ہیں کہ یہ خاکسار اہلحدیث نہیں ہے بلکہ معتزلی، نیچری (بلکہ بقول مولانا) مرزائی[1] ہے۔ میری طرف سے ہمیشہ یہی تقاضا رہا کہ کسی منصف کے ذریعہ اس کا فیصلہ کرایا جاوے کیونکہ میں اس کو خانگی نزاع جانتا ہوں جسکو دنگلوں اور میدانوں

میں پیش کرنا مناسب نہیں۔ ورنہ میرے جیسے جھگڑالو (مناظر) آدمی کے لئے مباحثہ کا ملنا گویا عمدہ غذا کا ملنا ہے۔ چنانچہ اہلحدیث مورخہ ۲۹ جنوری سنہ ۱۵ء میں تحریک کی گئی کہ مولانا بذریعہ منصفان مجھ سے فیصلہ کرلیں جس کا جواب مولینا بٹالوی کی طرف سے ۲۶ فروری کے اہلحدیث میں نکلا کہ ہمیں جناب مرزا ظفر اللہ خان صاحب جج سیالکوٹ اکیلے منصف منظور ہیں۔ ادھر کیا تھا؟ قبول کیا گیا۔ منصف صاحب نے بھی بڑی عنایت سے اس خدمت کو منظور فرمایا۔

طریق گفتگو یہ قرار پایا کہ مدعی مولانا بٹالوی ہیں۔ اور مدعا علیہ خاکسار۔ ہر فریق اپنا بیان منصف صاحب کے پاس دو پرت لکھکر بھیجے منصف صاحب ایک اپنے پاس رکھ لینگے۔ ایک فریق ثانی کے پاس بغرض جواب بھیجینگے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

چونکہ مولانا کی بہت دیرینہ خواہش ہے کہ میرا مباحثہ اہلحدیث میں چھپتا رہے۔ بعض احباب بھی ان تحریرات کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ اس لئے جسقدر تحریرات آج تک ہوئی ہیں شائع کیجاتی ہیں۔ باقی آئندہ انشاء اللہ۔

مولانا چونکہ میرے خارج از اہلحدیث ہونے یا کرنے کے مدعی ہیں اس لئے ضروری تھا کہ پہلے اہلحدیث کے مذہب کی تعریف کرتے۔ چنانچہ بحکم منصف صاحب آپ کا پہلا پرچہ متضمن تعریف اہل حدیث یہ ہے :-

پرچہ نمبر اول | میں پہلے تعریف اہلحدیث بیان کرتا ہوں۔ اگر اس پر اتفاق ہوگیا تو اس تعریف کے ماتحت داخل خارج سے بحث کرونگا انشاء اللہ

تعریف۔ اہل حدیث وہ ہے جو اصول مذہب اہل حدیث کا قائل ہو اور باعتقاداً و عملاً بطور التزام ان کا خلاف نہ کرے۔ صرف لزوم پر حکم لگایا نہیں جاتا جیسے مسلم یا اہل اسلام وہ ہے جو اصول دین اسلام کا قائل ہو اور عملاً و اعتقاداً بطور التزام اس کا خلاف نہ کرے۔ اور یہودی وہ ہے جو اصول دین یہودیت کا قائل ہو اور عیسائی وہ ہے جو اصول

عیسائی مذہب کا قائل ہو۔ اور سنی وہ ہے جو اصول مذہب اہل سنت کا قائل ہو اور معتزلی وہ ہے جو اصول مذہب اعتزال کا قائل ہو۔ اور خارجی وہ ہے جو اصول مذہب خوارج کا قائل ہو۔ اور نیچری وہ ہے جو اصول مذہب نیچری کا قائل ہو۔ اور ان اصول کا بطور التزام عملاً و اعتقاداً خلاف نہ کرے و علےٰ ہذا القیاس۔ یہ تعریف ایسی معلوم درسل (تمام دنیا کی مسلم) ہے کہ ثنائی پارٹی کے اعلیٰ رکن بھی اس کو مان چکے ہیں۔ اگر ثناء اللہ یا کوئی ثنائی انکار کرے گا۔ تو میں اُن کی عبارات پیش کرونگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

۱۷ اپریل سنہ ۱۵ء (محمد حسین بٹالوی)

جواب نمبر اول | جناب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے پرچہ نمبر اول میں جو اہلحدیث کی تعریف کی ہے یہ تعریف نہیں ہے بلکہ تعریف کی توہین ہے کیونکہ اس میں دور ہے تعریف میں بعینہٖ معرَّف مذکور ہے جیسے کوئی قانونی اصطلاحات کی تعریف میں کہے ملزم وہ ہے جو ملزم کا کام کرے۔ مجرم وہ ہے جو مجرم کا کام کرے جس طرح یہ تعریفیں اہل علم کے نزدیک غلط ہیں اسی طرح مولوی صاحب بٹالوی کی تعریف بھی غلط ہے کیونکہ معرَّف (اہلحدیث) کا لفظ بعینہٖ تعریف میں لایا گیا ہے۔ مدعی کا فرض ہے کہ تعریف کو صحیح کرے۔

خادم۔ ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری

پرچہ نمبر دوم | **جواب الجواب** :- یہ تعریف دوری نہیں اس کو دوری کہنا غلط فہمی ہے ؎ وکم من عائب قولا صحیحا و آفتہ من الفہم السقیم دوری تب ہوتی جب کہ اس تعریف میں لفظ اہلحدیث کے معنی سمجھنا مقصود ہوتا جیسا کہ تعریف اہل حدیث میں معنی لفظ اہل حدیث کا سمجھنا مقصود ہوتا ہے جس سے توقف الشئی علےٰ نفسہٖ لازم آتا ہے جو دور کی حقیقت ہے۔ یہاں تعریف میں لفظ اصول اہلحدیث بولا گیا ہے جس سے مقصود اصول سمجھنا ہے جو مضاف ہے۔ اہل حدیث کا جو مضاف الیہ ہے اور خارج از مقصود ہے اور اصول مفہوم و مسلم فریقین ہے۔ چنانچہ فریق ثانی کے مولفہ رسالہ اہلحدیث کا مذ

[1] اشاعۃ السنہ جلد ۱۲ صفحہ ۲۵۵

AsliAhleSunnet.com

عذر غیر حاضری

گزشتہ پرچہ اہلحدیث شائع نہیں ہوا۔ کیوں؟ اس لئے کہ میں جبل پور کے مباحثہ پر گیا جہاں قریباً ۱۳-۱۴ روز لگ گئے۔ گو وہاں تو میں صرف پانچ روز رہا لیکن کچھ تو مسافت بعیدہ کی وجہ سے کچھ راستے میں محصولیوں کی وجہ سے دیر لگ گئی۔

محصولیوں سے کوئی صاحب وہم نہ کریں کہ میرے اسباب کے محصول چنگی پر کوئی جھگڑا ہوا ہوگا نہیں ایسا تو کبھی نہ ہوا ہوگا انشاء اللہ۔ محصولیوں سے مراد وہ دوست ہیں جو کبھی کسی مقام پر میرا جانا سن پاتے ہیں تو راہ گھیر کر اپنے ہاں بلاتے ہیں بلکہ گھیر کر لیجاتے ہیں۔ گو میں اپنے پروگرام کو قائم رکھنے میں بہت سخت رہتا ہوں لیکن بحکم سہ

نہ ہر جا کہ مرکب تواں تاختن ٭ کہ جاہا سپر باید انداختن

کہیں نہ کہیں ماننا ہی پڑتا ہے۔ چنانچہ اس دفعہ بھی ایسا ہی ہوا۔ دہلی میں بغرض کار اہلحدیث کانفرنس دو روز ٹھیرنا پڑا۔ اتنے میں اخبار کی تیاری کا وقت گزر گیا۔

زمانہ کی نازک حالت اور قانون کی سختی سے ڈرتے ہوئے مضامین کا کوئی حصہ ماتحتوں کو نہیں دیا جاتا بلکہ یا تو خود لکھتا ہوں یا جو مراسلات ہوتے ہیں اُن پر بھی گہری نظر خود ہی ڈالکر درج کراتا ہوں۔ بسا اوقات بعض مراسلات کو کانٹنے چھانٹنے میں اتنا وقت لگتا ہے کہ اتنا مضمون لکھنے میں اتنا وقت نہ لگے۔ اسی لئے میں اپنے دوستوں کو جو مجھکو اپنے ہاں پہنچنے پر مجبور کیا کرتے ہیں عذر کیا کرتا ہوں کہ یہاں بھی آپ ہی لوگوں کا کام کرتا ہوں وہاں بھی آپ ہی کا ہوگا۔ فرق یہ ہے کہ یہ کام مفید عام ہوگا اور وہ مفید خاص۔

مطلب یہ ہے کہ مباحثہ جبلپور کی وجہ سے گزشتہ پرچہ اہلحدیث نہیں نکل سکا جسکی صورت یہی کہ حسب گنجائش وقت اس پرچہ میں نکال دی گئی ہے امید ہے ناظرین اسمیں معذور تصور فرمائینگے۔ ایڈیٹر

کے صفحہ ۳ سطر ۱۵ میں کہا ہے اہل حدیث کا مذہب یہ ہے کہ دین کے اصول چار ہیں۔ قرآن۔ حدیث۔ اجماع امت۔ قیاس مجتہد۔ اور یہی محمدی اصول خمسہ مذہب اہلحدیث فریق ثانی کے سامنے پیش کرتے ہیں جو انہی چار کی تفصیل ہیں اور وہ یہ ہیں:-

اصل دین آمد مسلمان را قرآں
پس حدیث سرور پیغمبراں
بعد ازاں اجماع اہل اجتہاد
از صحابہ سید خیر العباد
بعد ازاں اجماع جملہ تابعین
رحمت اللہ علیہم اجمعین
پس تر اقوال خلافیہ ہاں
شد مقدم بر مقال دیگراں

اب بھی فریق ثانی کو میری تعریف کا دوری ہونا سمجھ میں نہ آوے تو میں اس تعریف کے الفاظ کو بدل دیتا ہوں۔ اور اُسی تعریف سابق کو ان الفاظ سے ادا کرتا ہوں کہ اہلحدیث وہ ہے جو قرآن و حدیث و اجماع وغیرہ اصول کو مانے اور عملاً و اعتقاداً اُن کا خلاف نہ کرے۔

۵ مئی ابو سعید محمد حسین

جواب نمبر دوم | مولوی صاحب بٹالوی نے اپنی تعریف سے الزام دور اٹھانے کی جو کوشش کی ہے وہ مزید الزام کی موجب ہے۔ آپ فرماتے ہیں تعریف میں سوال غیر مشتمل بجا اہلحدیث داخل نہیں۔ بہت ہی بس معنے یہ ہوئے کہ اہلحدیث وہ ہے جو اصول مذہب کا پابند ہو۔ یہ تعریف ایسی وسیع ہے کہ مسلمانوں کے کل فرقوں پر صادق آتی ہے۔ حنفی بھی اصول اور کے پابند ہیں۔ شافعی بھی۔ مالکی۔ حنبلی بھی۔ معتزلی نیچری مرزائی شیعہ وغیرہ سب۔ بلکہ غیر مسلم پر بھی صادق آتی ہے مثلاً آریہ۔ ہندو۔ سکھ۔ عیسائی وغیرہ ہر ایک اصول مذہب کا پابند ہے کیا خوب مثال مشہور صادق آئی فر من المطر و نام تحت المیزاب۔ اگر فرادیں یہ لوگ اصول مذہب کے پابند ہیں مگر اصول مذہب اہل حدیث کے پابند نہیں تو جواب یہ ہے کہ اہلحدیث تو بقول آپ کے تعریف سے خارج ہے پھر تعریف میں اُس کا دخل ہی کیا۔ اور اگر دخل ہے تو معلوم ہوا کہ انکی تعریف سمجھنے پر کا سمجھنا موقوف ہے اور یہی دور ہے۔ فلزم ما الزم۔

مولوی صاحب نے کمال دور اندیشی سے تعریف کو یوں بدلا ہے کہ

اہلحدیث وہ ہے جو قرآن و حدیث اجماع اور قیاس وغیرہ اصول خمسہ کا پابند ہو۔ یہ تعریف بھی نہ جامع ہے نہ مانع۔ جامع تو اس لئے نہیں کہ بہت سے اہل حدیث ایسے ہیں جو اجماع کے قائل نہیں بلکہ بعض قیاس کے بھی نہیں جیسے امام احمد حنبل امام داؤد ظاہری مع اتباع امام شوکانی نواب صدیق حسن خان اور مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی جو لکھتے ہیں:-

میں نے حسامی سے بزدوی تک اکثر کتب اصول فقہ مصنفہ سلف و خلف کو دیکھا پر کسی میں کوئی دلیل صحیح صریح شرعی جب قیاس پر نہ پائی۔

(ضمیمہ سفر ہندوستان ۸ جون ۱۸۹۲ء صفحہ ۵ کالم ۲)

مرقومہ مولانا بٹالوی۔

اور مانع اس لئے نہیں کہ یہ تعریف حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی وغیرہ پر بھی صادق آتی ہے کیونکہ یہ لوگ بھی ان اصول کے قائل ہیں جس سے لازم آتا ہے کہ مولانا بٹالوی کے نزدیک وہ بھی اہل حدیث ہیں پھر اہلحدیث کوئی مستقل فرقہ نہ ہوا فافہم۔ میری کتاب کا حوالہ دینا مولانا کو کسی طرح مفید نہیں۔ کیونکہ تعریف کا صحیح بیان کرنا اُن کا فرض منصبی ہے اس لئے اُن کو یہ بتلانا چاہئے کہ یہ تعریف بذاتہ صحیح ہے اور اس کی صحت کی دلیل یہ ہے۔ فریق ثانی کا قول محض الزام ہے دلیل نہیں۔

علاوہ اس کے مندرجہ ذیل امور قابل غور ہیں۔

(ل) مولانا بٹالوی کی تعریف میں اصول خمسہ داخل ہیں۔ حالانکہ میری کتاب میں اصول خمسہ کا ذکر بھی نہیں۔

(ب) ہر ایک فرقے میں بعض باتیں بوجہ شہرت کے تسلیم ہوتی ہیں مگر عند التحقیق اُن کا درجہ وہ نہیں رہتا بلکہ محققین ان سے منکر ہو کر بھی اُس فرقہ میں

اجتہاد و تقلید۔ [illegible] (۱۹۱۲)

AsliAhleSunnet.com

داخل سمجھے جاتے ہیں۔ مثال کے لئے اصول حنفیہ میں سے ایک اصول یہ ہے کہ عام اپنے افراد کو قطعی شمول رکھتا ہے۔ شافعیہ کہتے ہیں قطعی نہیں بلکہ ظنی ہے۔ بعض متاخرین حنفیہ عند التحقیق ظنی کہکر شافعیہ سے متفق ہو گئے (توضیح ملاحظہ ہو) باوجود اس کے دونوں حنفی گروہ میں داخل ہیں کیونکہ حنفی کی تعریف میں عام کا قطعی یا ظنی کہنا داخل ماہیت نہیں۔

ٹھیک اسی طرح اہلحدیث کی تعریف میں اجماع اور قیاس کے ماننے میں اختلاف ہے مشہور طور پر اس کو تسلیم کیا جاتا ہے مگر عند التحقیق ان سے انکار ہو سکتا ہے۔ چنانچہ میں نے رسالہ مذہب اہلحدیث میں دونوں قولوں کا ذکر کیا ہے۔ پہلے مشہور قول کو لیا ہے جس کو مولانا سند لائے ہیں۔ آگے چل کر محقق قول بھی لکھا ہے وہ عبارت رسالہ مذکورہ طبع پنجم صـ۴۲ پر زیر خط ہے جس کا شروع اس طرح پر ہے

چونکہ اہل اطاعت اور تابعداری خدا کے اور رسول الخ

اس قول کی مزید محققانہ تشریح میں نے رسالہ اجتہاد و تقلید میں کردی بلکہ مولانا کے پیش کردہ اصول خمسہ کی کافی چھان بین کر کے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ کر کے دکھا دیا جس کا ایک نسخہ ارسال خدمت ہے صفحہ ۱۹ سے خصوصاً ملاحظہ ہو۔

خطرہ ہونا چاہئے تھا کہ مولانا بٹالوی اس رسالہ کے مخالف ہونگے۔ مگر اس رسالہ پر جہاں اور بہت سے علماء اہلحدیث نے تقریظات لکھیں آپ نے بھی اپنی معمولی وسیع ظرفی سے ایک کارڈ کے ذریعہ مژدہ سنایا جس کے الفاظ یہ ہیں مجھے امید ہے ان الفاظ کو دیکھکر منصف صاحب کو مزید سوال وجواب کے پوچھنے کی ضرورت ہی نہ رہیگی۔ مولانا فرماتے ہیں

رسالہ اجتہاد و تقلید نے آپ کو اعتقادی اہلحدیث بنا دیا ہے × × لہذا اب اجنبیت ومنافرت دور کر کے تعاون وتناصر اختیار کرنا چاہئے۔

از بٹالہ ۲۰ نومبر ۱۹۱۲ء

انہی دنوں آپ نے ایک خط حکیم عبد الحق امرت سری کو لکھا جس میں ایک فقرہ یہ بھی تھا۔

مولوی ثناء اللہ نے اعتقاد اہلحدیث کو رسالہ اجتہاد و تقلید میں مان لیا ہے۔

اسی رسالہ اجتہاد و تقلید کی بابت مولانا نے اپنے رسالہ میں یوں ریویو کیا۔

یہ مولوی ثناء اللہ صاحب بہادر کا آخری کلام ہے جس منہ سے یہ الفاظ نکلے ہیں اُس منہ کو کھانڈ سے بھر دینے اور جس قلم سے یہ لفظ لکھے گئے ہیں اُس کو چوم لینے کو دل چاہتا ہے (اشاعۃ السنہ جلد ۲۳ صفحہ ۷۶)

مولانا کیوں نہ ایسا لکھتے جب کہ خود اُن کی تحریرات میں ملتا ہے۔

جو لوگ بلا تقلید فقہا قرآن وحدیث پر عمل کرتے ہیں وہ اہل حدیث کہلاتے ہیں (اشاعۃ السنہ جلد ۸ صـ۲۹۶ و ۳۰۳)

باوجود ان تصریحات اور باوجود اظہار محبت اور رفع غیریت ومنافرت کے اور باوجود خواہش تعاون وتناصر کے جھگڑا کیا۔ بلکہ یہ ہونا چاہئے تھا کہ ہم دونوں یہ شعر پڑھتے ؂

جز بعشق بجد نیست میانِ من وتو
کہ رقیب آمد و نشناخت نشانِ من وتو

مختصر یہ ہے کہ مولانا بٹالوی کی تعریف صحیح نہیں نہ اُس پر کوئی دلیل ہے۔ مولانا کا فرض ہے کہ تعریف ائمہ اہل حدیث سے نقل کریں۔ اور اُس پر دلیل دیں میرے بیانات پر مدار ہے تو فیصلہ آسان ہے۔ بلکہ ہو چکا ہے واللہ اعلم۔ (۱۰ مئی)

اس کے بعد آج (۱۳ جون) تک جواب نہیں آیا۔ منصف صاحب کو یاد دہانی کی گئی ہے۔ جواب آنے پر شائع کیا جائیگا۔ امید ہے ناظرین اس بحث کو بہت سے علمی معلومات کو پُر پاوینگے۔ یہ مباحثہ دیگر مخالفوں کو بھی راہ نما ہوگا کہ خواہ مخواہ کی گالی گلوچ کرنے کی بجائے عالمانہ رنگ میں جس مذہب سے کسی کو خارج کریں پہلے اُس مذہب کی جامع مانع تعریف بھی کریں۔ ورنہ نہ وہ اُس میں داخل متصور نہ خارج ٭

مفقود کا پتہ

(دیکھو اخبار اہلحدیث مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۱۵ء)

مولوی عبد الرشید صاحب اتاوی نے ایک درخواست کانفرنس کو اپنی خود اس کی طرف سے دی کہ مبلغ چھ سو روپے کانفرنس دہلی سے اُن کو قرض دئے جائیں۔ ایک مکان مکفول کیا جاوا اور شرط یہ کی کہ دس روپیہ ماہوار مندرجہ نمبر میں بطور قسط وصول ہوں اور اس طرح پر قرض وصول کیا جائے۔ شوریٰ میں فیصلہ ہوا کہ یہ کانفرنس ساہوکاری کی دوکان نہیں ہے نہ اس کے پاس اس قدر روپیہ ہے کہ وہ لوگوں کو قرض دیا کرے۔ نہ اس کے اغراض ومقاصد میں قرض کا لین دین کرنا داخل ہے۔ اس لئے مجبوری اور تاسف کے ساتھ یہ درخواست نامنظور کردی گئی

اب معلوم ہوا کہ مولوی عبد الرشید صاحب نہ صرف مولانا ثناء اللہ صاحب بلکہ کانفرنس کو بھی بُرا بھلا کہتے ہیں۔ بے شک کانفرنس گردن زدنی ہے کیونکہ اُس نے ۱۰ روپیہ ماہوار کی قسط پر مولوی جی کو چھ سو روپے کا قرض نہیں دیا اور کانفرنس کے فرد جرم کے لئے اس سے بڑا جرم اور کیا ہو سکتا ہے۔ افسوس ہمارے اخلاق کو کیا ہوا۔

(عاجز سید عبد السلام غفرلہٗ نائب سکرٹری اہلحدیث کانفرنس دفتر دہلی)

لغو باتیں

اخبار صداقت کلکتہ اخبار انجیل سے پنڈت موہن لال جیوتشی کی پیشگوئیاں نقل کرتا ہے۔ (۱) اگست ۱۹۱۵ء کو قیصر ولیم کے بڑی گارڈ کا ایک آدمی پاگل ہو کر قیصر ولیم پر گولی چلائیگا جس سے قیصر ولیم کی کرائسٹی ٹانگ میں سخت زخم آئیگا۔ (۲) جرمن ہوائی جہاز اگست میں بہت زیادہ نقل وحرکت میں لائے جائینگے حضور ملک معظم وغیرہ کو محل کی بہت بڑی حفاظت ضروری ہے (۳) حضور ہز انرایبل صاحب بہادر کا داخلہ بانکی پور میں برائے افتتاح ہائیکورٹ ۸ نومبر ۱۹۱۵ء جیسا کہ اخبار بہار وغیرہ کی تحریروں سے معلوم ہوا منحوس ہے۔

کذب المنجمون ورب الکعبۃ۔

[illegible] (۲۵۲)

مدرسین کے فرائض

مدارس عربیہ کے مدرسین کو ایسا ہونا ضروری ہے کہ اُن کی کسی نامناسب و ناموزون تحریر و تقریر سے اُنکی قابلیت پر کسی قسم کا داغ و دھبہ نہ لگے۔ مگر بعض حضرات کو اس ضروری امر کا خیال نہیں ہوتا ہے اور اپنے ذہن لیاقت پر بدنما دھبہ لگا لیتے ہیں۔ چنانچہ ۱۴ اپریل سنہ ۳۲ء کے پرچہ اہلحدیث میں مدرسہ نور الہدیٰ واقع ضلع مالدہ کے ایک مدرس صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ کتب فرائض حنفیہ سراجیہ شریفیہ علم الفرائض وغیرہا کے تمام مسائل قرآن و حدیث کے مطابق ہیں۔ ان کتب میں کوئی ایسا مسئلہ نہیں جو قرآن مجید یا حدیث نبوی یا مذہب اہلحدیث کے مخالف ہو۔ اب اگر کوئی کتاب تصنیف کیجاویگی تو اُس کا ہر مسئلہ کتب مذکورہ کے موافق ہوگا۔ لہذا کوئی کتاب "فرائض اہلحدیث" کے متعلق لکھنا بیجا ہوگا انتہی کلامہ ملخصاً۔

بنگالی مدرس صاحب نے اپنی اس تحریر میں مولوی اصغر صاحب مبارکپوری کے اُس مضمون کی مخالفت کی ہے جس کو اُنہوں نے بعنوان "فرائض اہلحدیث اور کالفرائض اہلحدیث" شائع کیا ہے۔[1]

نفس مخالفت میں تو کچھ مضائقہ نہیں کیونکہ کچھ ضرور نہیں کہ ایک کے خیال سے دوسرا بھی موافق ہو مگر مدرس صاحب نے اس مخالفت کی توجیہ میں جو دو تین سطریں ارقام فرمائی ہیں ان سطروں سے اُن علمائے اہلحدیث کو جو علوم حدیث میں اور نیز علم فرائض میں مہارت رکھتے ہیں اچھی طرح پتہ لگ گیا کہ مدرس صاحب نام کے مدرس ہیں یا کام کے۔[2]

اگر مدرس صاحب کو کتب حدیث و نیز فرائض شافعیہ و مالکیہ و حنبلیہ کو سامنے رکھکر فرائض حنفیہ کے ہر ہر مسئلہ کی تنقید و تحقیق کا موقع نہیں ملا تھا۔ یا یہ اہم کام آپ کی بساط سے باہر تھا تو کیا اتنی موٹی بات بھی مدرس مذکور کے خیال میں نہیں آئی کہ جیسے کتاب الصلوٰۃ کتاب الزکوٰۃ۔ کتاب الصیام کتاب البیوع کتاب النکاح وغیرہا کے اکثر فصول کے مسائل میں حنفیہ۔ شافعیہ مالکیہ۔ حنبلیہ محدثین کا اختلاف ہے۔ اسی طرح کتاب الفرائض کے اکثر فصول کے مسائل میں بھی حنفیہ۔ شافعیہ۔ مالکیہ۔ حنبلیہ کا اختلاف ہے۔ اور جیسے کتب مذکورہ کے اکثر فصول میں ان ائمہ کے بہت سے مسائل قیاسیہ و اجتہادیہ ہیں۔ اسیطرح کتاب الفرائض کے اکثر فصول میں بھی ان ائمہ کے مسائل قیاسیہ و اجتہادیہ ہیں۔ اور یہ ظاہر اور مسلم ہے کہ ان کتب مذکورہ کے ہر ایک فصل کے وہ تمام مسائل جو فقہ حنفی میں مذکور ہیں قرآن مجید و حدیث شریف کے موافق نہیں ہیں بلکہ بہت سے مسائل احادیث صحیحہ کے مخالف ہیں۔ اور بہت سے محض بے ثبوت اور بے سند ہیں۔ کتاب الفرائض کے ہر ایک فصل کے وہ تمام مسائل جو کتب فرائض حنفیہ میں مذکور ہیں کیونکر وہ کُل کے کُل ضرور قرآن و حدیث کے مطابق ہونگے۔ کیا کتاب الفرائض کو کوئی خاص خصوصیت ہے کہ اس کے جسقدر مسائل کتب فرائض حنفیہ میں مدون ہیں وہ کُل کے کُل ضرور قرآن و حدیث کے مطابق ہونگے۔

اگر درحقیقت مدرس مذکور کا ایسا ہی خیال ہے اور فرائض حنفیہ کے ساتھ ایسی ہی حسن عقیدت ہے۔ تو اطمینان رکھنا چاہئے کہ جیسے مدرس مذکور نام کے مدرس نہیں[3] اسی طرح نام کے اہلحدیث بھی ہیں۔ جی چاہتا ہے کہ فرائض حنفیہ کے چند مسائل پیش کر کے مدرس صاحب سے اُن کا ثبوت قرآن و حدیث سے طلب کروں۔ مگر مجھے امید نہیں معلوم ہوتی ہے کہ میں جواب باصواب سے مسرور کیا جاؤنگا۔ لیکن مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سر دست دو ایک مسئلہ بطور نمونہ کے پیش کر کے اُس کا ثبوت قرآن و حدیث سے طلب کروں۔ پھر اگر جواب خاطر خواہ ملا تو اور مسائل پیش کرونگا ورنہ ظاہر ہو جاویگا کہ مدرس صاحب نام کے مدرس و اہلحدیث ہیں یا کام کے۔[1]

پس واضح ہو کہ فرائض حنفیہ کا ایک یہ مسئلہ ہے کہ جب ذوی الفروض اور عصبات اور ذوی الارحام موجود نہ ہوں تو اس صورت میں میت کے مال کا وارث مولی الموالاۃ ہوگا۔ اور مولی الموالاۃ کی صورت یہ بتلائی گئی ہے کہ کوئی مجہول النسب شخص کسی معلوم النسب شخص سے کہے کہ تو میرا مولیٰ ہے جب میں مر جاؤنگا تو تو میرا وارث ہوگا۔ اور جب مجھ سے کوئی جنایت وقوع میں آویگی تو اُس کی دیت تجھے دینی ہوگی۔ اور وہ معلوم النسب شخص اس کو قبول کر لے۔ کتب حنفیہ میں مولی الموالاۃ کی یہی صورت لکھی گئی ہے۔ اور ذوی الفروض و عصبات و ذوی الارحام کی عدم موجودگی کی صورت میں عند الحنفیہ یہی مولی الموالاۃ وارث ہوگا۔

اب جناب مدرس صاحب سے سوال ہے کہ فرائض حنفیہ کا یہ مسئلہ قرآن مجید اور حدیث نبوی کے مطابق ہے یا نہیں۔ اگر مطابق ہے تو مہربانی فرما کر اُس آیت یا اُس حدیث نبوی کو نقل فرماویں جس میں مولی الموالاۃ کی یہ صورت اور اُس کا وارث ہونا بتایا گیا ہو۔ تاکہ معلوم ہو کہ فرائض حنفیہ کا یہ مسئلہ قرآن و حدیث کے مطابق ہے۔ ہاں جو حدیث نقل فرماویں اُس کی صحت بھی ائمہ حدیث سے ثابت کرنی ہوگی۔ اور آثار صحابہ کے نقل کرنے کی ضرورت نہیں۔ حدیث مرفوع صحیح کی ضرورت ہے۔ اور فرائض حنفیہ میں ایک یہ مسئلہ لکھا ہوا ہے کہ جس صورت میں کہ مولی الموالاۃ بھی موجود نہ ہو تو میت کے ترکہ کا وارث مقرلہ بالنسب علی الغیر ہوگا۔

سوال یہ ہے کہ مقرلہ بالنسب کی جو صورت فرائض حنفیہ میں لکھی گئی ہے وہ صورت قرآن مجید کی کس آیت سے یا کس حدیث نبوی سے ثابت ہے۔ اُس آیت یا اُس حدیث کو نقل فرماویں۔ و نیز جس آیت یا جس حدیث نبوی سے مقرلہ بالنسب علی الغیر کا وارث ہونا ثابت ہوتا ہو اُس کو بھی نقل فرماویں تاکہ معلوم ہو کہ فرائض حنفیہ کا یہ مسئلہ قرآن و حدیث کے مطابق ہے۔

ان دونوں مسئلوں کا قرآن و حدیث کے مطابق ہونا بہت جلد ثابت کریں تاکہ اور مسائل پیش کئے جاویں۔

(الراقم محمد عبد القادر عفی عنہ راجشاہی متعلم کلکتہ کولوٹولہ مسجد اہلحدیث)

[1] مولوی اصغر صاحب کا یہ مضمون ۲۳ جمادی الاول سنہ ۳۲ھ کے پرچہ اہلحدیث میں شائع ہوا ہے۔ منہ

[1] اس قسم کے طعن تشنیع نہ ہونے چاہئیں یہ مسلک اچھا نہیں (ایڈیٹر)

(۲۴۹)

AsliAhleSunnet.com

ایک تاریخی سوال کا پورا جواب

منجانب ابو العبید مولوی محمد عبد المجید امام مسجد قلعہ مولف گلشن ابراہیم خلیل وغیرہ مالیگانوی۔

مخدومی جناب والا خطاب۔ نیک ذات۔ ملکی صفات منبع حسنات وچشمہ حیات حضرت مولانا مولوی فاضل وایڈیٹر ابو الوفا محمد ثناء اللہ صاحب مدظلہم العالی[1]۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ

توضیح باد کہ یہ مضمون آں حضور بادۂ سرور آپ اپنی اخبار گہربار کی کسی کنج تاریک میں صرف بالشت بھر جگہ دیکر اسے شائع فرمادیں وجناب سائل صاحب ونیز کل برادران ناظرین اخبار ہذا بذریعہ اخبار مذکور اطلاع فرمائیں تو عین نوازش ہوگی۔

جسوقت اخبار اہلحدیث مطبوعہ ۹ جمادی الآخر کا میرے زیر نظر ہوا بعد ملاحظہ ایک تاریخی سوال درج شدہ پایا جس کا جواب احقر باین مضمون تحریر شدہ بغرض اشاعت باخبار مذکور سابقہ بخدمت اقدس جناب مولانا مولوی فاضل محمد ثناء اللہ صاحب ارسال ہے:۔

سائل صاحب نے جو یہ استفسار فرمایا ہے کہ قوم فرعون آیا دریائے نیل میں غرق ہوئی یا بحر احمر یعنی دریائے قلزم میں۔ لہذا اصل بات یہ ہے کہ تفسیر خازن مطبوعہ مصر وتفسیر معالم التنزیل مطبوعہ بمبئی کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ دریائے نیل نہیں بلکہ دریائے قلزم ہے جس میں آل فرعون ونیز خود بھی غرق ہوا۔ یہ اس عبارت سے واضح ہے کہ فنا صعد الیہ البعوان یاخذ ہم فالتطم علیہم واغرقہم اجمعین وکان من طرفی البحر ادبع فراسخ وھو بحر القلزم وھو علی طرف من بحر فارس صفحہ کتاب اول ۵۹ وصفحہ کتاب ثانی ۲۶۔ ہر دو کا مضمون بعینہ یہی ہے جو مسطور ہوا۔

حسب الحکم سائل صاحب تفسیر کبیر میں اذ فرقنا بکم البحر کی تفسیر کے ماتحت جو دیکھا تو اس میں کسی دریا کی خصوصیت ہی نہیں پائی جاتی۔ البتہ اردو مفسروں اور محققوں نے تخصیص بعد تعمیم کر دکھایا ہے۔ جن کے دیکھنے سے دریائے قلزم ہی کا پتہ چلتا ہے جیسا کہ اوپر درج ہو چکا۔ اگر کسی صاحب کو شوق ہو کتب مسبوقہ میں ملاحظہ فرمائیں تا کہ اقوال مختلفہ کے باعث جو شک آپڑا ہے رفع دفع ہو جائے۔ دیگر کتاب بستان التفاسیر اردو جو تفسیر عزیزی کا ترجمہ ہے اس میں توضیحا وتشریحا وتصریحا کھلم کھلا یوں مرقوم ہے کہ القصہ بنی اسرائیل نہایت جلدی سے روانہ ہوئے اور دوڑتے ہوئے دریائے قلزم کے کنارے پر آپہنچے۔ اور قلزم ایک شہر کا نام ہے کہ اس کے کنارے پر دریا جاری ہے اور اسی شہر کے متصل اس دریا کی انتہا ہوگئی ہے اسی لئے اس دریا کو اس کی طرف نسبت کرتے ہیں والا یہ دریا اصل میں سمندر کی شاخوں میں سے ایک شاخ ہے اور یہ حبش اور عرب کے شہروں کے درمیان سے گزرتی ہے اس کو خلیج احمر کہتے ہیں اور دوسری خلیج کو جو فارس اور عرب کے درمیان حائل ہے خلیج اخضر کہتے ہیں۔ اور اس خلیج احمر کا طول جنوب سے شمال کی طرف چار سو اور ساٹھ فرسنگ کی مسافت ہے اور اس کا عرض اول میں ساٹھ فرسنگ کی مقدار ہے اور اخیر کی طرف سے اس کا عرض بہت ہی کمتر ہو جاتا ہے اور مصر سے کہ اس جگہ کا دار السلطنت ہے یہ خلیج جنگل میں تین دن کا رستہ ہے اور رود نیل شہر مصر کی غربی جانب کے بیچ میں ہے اور شہر شرقی نیل کی جانب ہے۔ اور اس خلیج کے غربی ضلع پر اکثر شہر بربر کے لوگ آباد ہیں اور بعض حبشہ شہر کے بھی ہیں اور اس خلیج کے شرقی ضلع پر اکثر سواحل عرب کے واقع ہیں انہیں میں فرضہ ہے جو مدینہ منورہ کا ساحل ہے مصر اور حبشہ اور حجاز کی طرف تا قلعے اسی بندر سے عبور کرتے ہیں۔ پھر یمن کے سواحل جدہ سے لیکر عدن تک اسی خلیج کے شرقی کنارے پر ہیں۔ اور اسی خلیج کے وسط میں بعضے شہر مصر کا تعلق رکھتے ہیں تا آخر۔ مطبوعہ مصطفائی دہلی از صفحہ ۳۸ تا ۳۸۱ ملاحظہ فرمائیں بخوف طول پورا مضمون تحریر نکیا امید کہ کتاب ہذا مسبوقہ کو ضرور ہی ملاحظہ فرمائینگے۔ احقر کے نزدیک یہی امر مسلم ہے واللہ اعلم وعلمہ اتم تفسیر حسینی وغیرہ میں جو بحر قلزم ہی مسطور ہے وہی بہتر اور ٹھیک ہے۔

ہمدردی

ہمدردی کے معنے باہم ایک دوسرے کے درد کا بانٹنا۔ قوم کی اور ہمدردی کی مثال ایک دیوار کی سی ہے دیوار میں کیا ہوتا ہے بڑی بڑی اینٹیں اور چھوٹے چھوٹے روڑے۔ ان سب کو جمع اور مضبوط کون چیز کرتی ہے۔ گارا۔ جیسے بڑی اور چھوٹی اینٹوں کو چونا یا گارا محکم ومضبوط بنا دیتا ہے ویسے ہی قوم کے بڑے اور چھوٹے آدمیوں کو اخوت ذاتی اور ہمدردی محکم ومضبوط بنا دیتی ہے جیسے اگر دیوار میں چونا یا گارا نہ لگایا جائے تو دیوار خام اور کچی رہتی ہے اور فوراً گر پڑتی ہے ویسے ہی اگر قوم میں اخوت ذاتی اور ہمدردی نہ ہو تو سب کی سب قوم بے رعب اور الگ الگ ہو جاتی ہے اور اپنی بدنصیبی سے آخر برے دن کا منہ دیکھتی ہے۔ تو مناسب ہے کہ باہم سب قوم ہمدردی کی دولت سے اپنا دولتخانہ آباد وشاد کرے دوسرے ہمدردی کی مثال ایک وجود کی مانند ہے جیسے ایک وجود میں کئی اعضاء ہوتے ہیں۔ مثلاً سر۔ ناک۔ آنکھیں۔ کان۔ ہاتھ پاؤں وغیرہ۔ دیکھو تمام اعضاء علیحدہ علیحدہ نام رکھتے ہیں لیکن ان میں باہم ہمدردی کا ایک ایسا رشتہ ہے کہ اگر ان میں سے کسی ایک عضو کو درد ہو تو تمام بدن بے قرار اور بے چین ہو جاتا ہے۔ اور جب تک وہ عافیت نہ پائے تمام بدن کو آرام نہیں ہوتا ویسا ہی ہر ایک آدمی ایک دوسرے کا بھائی ہے کیونکہ سب آدم علیہ السلام کے بیٹے ہیں اس لئے ان کو بھی لازم ہے کہ اگر ایک کو بھی تکلیف ومشقت پہنچے تو تمام بھائی اس میں شریک وہمدرد بنجائیں

بنو سب کے سب پیار و آپس میں بھائی
رہو قوم کے اپنی ہمدرد بن کر
کرو دید دل سے پیارو بھلائی
دکھاؤ شجاعت کبھی مرد بنکر

ہمدردی میں کئی اور باتوں کا ہونا ضروری ہے لیکن سب سے بڑھکر اتفاق ہے۔

اتفاق کی ایک مثال۔ بھائیو تمنے شہد کی مکھیوں کو

[1] اتنے لمبے القاب کی حاجت نہیں (ایڈیٹر)

AsliAhleSunnet.com

دیکھا ہوگا کہ کیسا مل جل کر کام کرتی ہیں۔ یہ اسی اتفاق کا نتیجہ ہے۔ اتفاق عجب نعمت ہے۔ دیکھو جب آب و آتش اور خاک و باد ایک دوسرے کے دشمن ہیں جب ان عنصروں میں اتفاق ہوگیا تو انسان وجود میں آیا۔ عزیزو ان بن بھی نہیں اپنے گھر کے آدمیوں کے ساتھ محبت کرو اور خلد داروں سے میل ملاپ رکھو اور عاجزوں مسکینوں اور یتیموں بیکسوں کی خبر گیری رکھو جیسے تم آدمی ہو ویسے ہی وہ بھی آدمی ہیں ان پر ظلم نہ کرو۔ خدا نے تمہیں عزت دی روپیہ دیا۔ تم یتیموں بیکسوں کو روپیہ دو۔ حاجتمندوں کی حاجت پوری کرو۔ بھوکوں کو کھلاؤ پیاسوں کو پلاؤ خدا عاقبت میں تمہارا درجہ بلند کریگا۔ بھائیو ہمیشہ اتفاق سے رہنا چاہئے۔ آج کل لوگ اس روپیہ کے لالچ میں اپنے بھتیجوں اور بیٹوں کی جانیں ناحق تلف کر دیتے ہیں۔ خدا ان کو آخرت میں بدلہ دیگا۔ اگر ایسے کام کرنے والے لوگ بھی اتفاق سے رہیں تو کیوں دنیا میں ایسے ناحق خون ہوں۔ خدا نے قرآن مجید میں بھی اتفاق کے بارے میں کہا ہے دیکھو سپارہ ۴ رکوع ۲۔ آیت دوسری فَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا الخ (اور سب مل کر اللہ کی رسی (یعنی اس کے دین یا عہد یا جماعت) کو تھامے رہو اور پھوٹ نہ کرو۔)

اب اتفاق کے بارے میں ایک حکایت بھی تمثیل کے طور پر بیان کی جاتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ ایک نیک شخص کے چار بیٹے تھے جو آپس میں لڑا جھگڑا کرتے تھے۔ باپ کو یہی فکر دامنگیر تھا کہ یہ کس طرح زندگی بسر کرینگے۔ ایک دن سب کو اپنے پاس بلایا اور چند نازک چھڑیوں کا ایک گٹھا بنایا اور بیٹوں کو کہا کہ تم میں سے کوئی اس کو توڑ سکتا ہے۔ سب بچے اپنی باری زور آزمائی کی لیکن توڑنا تو درکنار بلکہ کوئی جھکا بھی نہ سکا۔ پھر باپ نے ایک ایک چھڑی ہر ایک کو دی اور کہا اب توڑو۔ سب نے فوراً توڑ ڈالیں پھر باپ نے کہا کہ یہ مثال تمہارے حسب حال ہے اگر تم اتفاق اور ہمدردی سے اکٹھے رہو گے تو کوئی بھی تم پر غالب نہ آسکے گا۔ اور اگر دشمنی سے الگ الگ ہو جاؤ گے تو تمہارا وہی حال ہوگا جو ان دو بیلوں کا ہوا تھا جنکو شیر کھا گیا تھا۔ جب تک وہ اتفاق سے رہے شیر ان پر غالب نہ آسکا لیکن جب ان میں جدائی پڑ گئی تو شیر ان دونوں کو کھا گیا۔ عزیزو اتفاق سے ہمدردی بڑھتی ہے اور اتفاق وہ چیز ہے کہ جس سے مشکل کام بھی آسان ہو جاتے ہیں۔ اگر تمام لوگ اتفاق کرکے کمیٹی اہلحدیث کیلئے چندہ تھوڑا تھوڑا بھی اکٹھا کریں تو کیا یہ مشکل کام ہے۔ نہیں نہیں اتفاق کی برکت سے بہت جلد کام ہو جائے۔ (عبدالمجید ولد مولوی عبدالحمید مرحوم از سوہدرہ ضلع گوجرانوالہ۔)

جبل پور میں آریوں سے مُباحثہ

چند ہفتوں کا عرصہ ہوتا ہے کہ آریوں کے لکچرار جبلپور آئے۔ اور انہوں نے حسب معمول اسلام اور اہل اسلام پر زبان درازی شروع کی۔ اہالی جبلپور اس قسم کی سخت کلامی سننے کے عادی بلکہ آشنا بھی نہ تھے وہ بالکل بدویت میں رہنے والوں کی طرح اس قسم کی دل آزار باتوں سے نا آشنا تھے اس لئے دل پریشان ہوئے تو لگے اِدھر اُدھر تاکنے ہندوستان بھر کے علماء کو دعوت دیگئی۔ مگر موسم کی گرمی کی وجہ سے مندرجہ ذیل صحاب تشریف لائے (۱) جناب مولانا ابوالوفا ثناء اللہ صاحب مولوی فاضل (شیر پنجاب) امرتسری (۲) مولانا محمد ابوالقاسم صاحب بنارسی (۳) جناب مولوی ابو رحمت حسن صاحب میرٹھی۔ (۴) جناب مولانا مولوی حافظ محمد صدیق صاحب مظفرپوری (۵) مولانا مولوی محمد میر احمد صاحب سہسوانی مقیم سیوتی (۶) مولوی سعید احمد صاحب انصاری سہارنپوری وغیرہ۔

مباحثہ دس روز تک ہونا قرار پایا تھا مگر صاحب ڈپٹی کمشنر نے تین ہی روز (۳۱ مئی - ۱ - ۲ جون) کی اجازت دی۔ صدر جلسہ ایک یورپین پادری ہنسلے صاحب مقرر ہوئے۔ مباحثہ کے مضامین مندرجہ ذیل تھے۔

"توحید فی الصفات" "اسلام عالمگیر مذہب ہے یا ویدک دھرم" "پونر جنم یا تناسخ"

مناظر مولانا ثناء اللہ صاحب شیر پنجاب مقرر ہوئے۔ حاضرین کی تعداد ہزاروں ہوتی تھی۔ مسلمانوں نے ہر چند اصرار کیا کہ بحث تحریری ہونی چاہئے تا کہ کسی فریق کو غلط بیانی کا موقع نہ رہے نیز فائدہ عام ہو۔ اور جس قدر محنت اور اخراجات ہوئے ہیں اُن کے مطابق نفع ہو۔ مگر آریہ سماج نے اس شرط کو کسی طرح نہ مانا جسکی وجہ اہل دانش سے مخفی نہیں کہ یہ وہ یہی تھی کہ اخباروں میں اناپ شناپ کہنے اور اپنی فتح کا شور مچانے کا موقع مل سکے۔ ناظرین دیکھ لیں گے کہ مسافر اخبار کتنے ہفتوں تک جھوٹی شیخی بگھارتا رہے۔ ہم حیران ہیں کہ ایسی مفید اور ضروری شرط سے جسکی نظیریں پہلے دیوریہ اور نگینہ میں پائی گئی ہوں کیوں انکار کیا گیا ہے بجز اس فائدہ کے کہ ناظرین کے سامنے پول نہ کھلے اور کیا ہو سکتا ہے۔ مگر واہ رے مسلمانو! تمہارا دل گردہ کہ تم لوگوں نے اتنی وسیع ظرفی کا ثبوت دیا کہ جو کچھ بھی اُنہوں نے کہا چاہا بیجا سب کو تسلیم کیا تا کہ آریوں کو انکار کرنے کا موقع نہ رہے۔ ناظرین مسلمانان جبل پور کی فیاضی کی مثال نہ پائینگے۔ باوجودیکہ مباحثہ کی ابتداء آریوں کی طرف سے ہوئی مگر انتظام جلسہ کے اخراجات کا ذکر جب آیا تو آریوں نے صاف جواب دیا کہ ہم اخراجات میں حصہ نہ لینگے۔ مسلمانوں نے اس کو بھی منظور کیا کہ سب اخراجات بھی ہم دینگے۔ اور انتظام مکان بھی ہم ہی کرینگے بلکہ پولیس کے ذمہ وار بھی ہم ہی ہونگے۔ واہ کیا دریا دلی اور شوق ہے! اور اُدھر سے کیا بزدلی اور فرار کے لئے بہانہ جوئی ہے۔ خیر۔ خدا خدا کرکے کسی طرح سے مباحثہ شروع ہوا۔ اسلام کی طرف سے مولانا ابوالوفاء صاحب امرتسری پیش ہوئے اور آریوں کی طرف سے پنڈت بھوجدت جی مسافر آگرہ کے بیٹے آئے۔ پہلے روز مباحثہ "توحید فی الصفات" پر ہوا۔ مولانا نے سورہ حشر کی آخری آیات (بعد حمد و نعت) تلاوت

(۲۰۱)

فرمائیں جو یہ ہیں۔

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ۔ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ۔ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى یُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ (حشر پ ۲۸)

یعنی اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ چھپی اور کھلی باتوں کا جاننے والا ہے بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ وہ اللہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ بادشاہ ہے۔ پاک ہے۔ سلامتی والا ہے۔ امن دینے والا غالب زبردست بڑائی والا ہے۔ پاک ہے اُن چیزوں سے جسے وہ شریک ٹھیراتے ہیں وہ اللہ پیدا کرنے والا ہستی دینے والا تصویر بنانیوالا ہے اُس کے صفات اچھے ہیں آسمان وزمین کی کل اشیا اُس کی پاکی بیان کرتی ہیں وہ غالب ہے حکمت والا۔

اس کے بعد سورۂ اخلاص پڑھی قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ (پ ۳۰) ترجمہ وہ اللہ ایک ہے بے نیاز ہے نہ جنا اور نہ جنا گیا اور نہ اُس جیسا کوئی ہے۔ ان آیات کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ قرآن خدا کی صفات یہ بتلاتا ہے اس لئے اسلام روح اور مادہ کو قدیم نہیں مانتا بلکہ ایسا ماننے کو شرک جانتا ہے۔ اس تقریر کو مولانا صاحب نے بڑے زور اور تفصیل سے بیان کرکے حاضرین کے ذہن نشین کیا آریہ مناظر نے اس کے جواب میں وہ آیات پیش کیں جن میں استوا علی العرش وغیرہ مذکور ہے۔ ان آیات سے نیز اعتراض کیا کہ قرآن خدا کو مجسم کہتا ہے۔ اسی اعتراض پر زیادہ زور دیا۔ مولانا صاحب نے ان آیات کا جواب وہی دیا جو تفسیر کبیر اور تفسیر بیضاوی وغیرہ میں لکھا ہے۔ اس مضمون پر آریہ مناظر نے سوائے اس قسم کی آیات پیش کرنے کے اور کچھ نہ کہا۔ ہاں ہر ایک دفعہ جواب لیکر بھی اخیر تک یہ ضرور کہتے رہے کہ جواب نہیں ملا جس کو سنکر حاضرین بے اختیار ہنستے تھے۔ دوسرے روز کا مضمون تھا "ویدک دھرم عالمگیر ہے یا اسلام" اس روز بھی پہلی تقریر مولانا صاحب کی تھی۔ آپ نے فرمایا۔ سب سے پہلے عالمگیر لفظ کے معنے کی تفسیر ہونی چاہئے عالمگیر مذہب کی تعریف یہ ہے کہ سارے لوگوں کے ماننے سے کبھی نظام عالم میں خلل نہ آوے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کس مذہب کے ماننے سے خلل آتا ہے میں فرض کئے لیتا ہوں کہ آج ساری دنیا میں ویدک دھرم جاری ہوگیا اور سب لوگ اُس کی ہدایتوں کے مطابق کاربند ہیں۔ سو سال تک برابر ایسا ہی ہوتا رہا۔ نتیجہ کیا ہوگا یہ کہ جس قدر انسان موجود ہیں سب کے سب بحکم تناسخ بوجہ اپنی نیک بختی کے حیوانات میں نہ جائیں گے۔ اور حیوانات اپنی قید کی میعاد بھگت کر انسانوں میں آجاویں گے آخر ایک دن ایسا آئیگا کہ انسان تو دنیا میں ہونگے مگر حیوان کوئی نہ ملیگا۔ اس وقت ان انسانوں کو نہ دودھ ملیگا نہ گھی نہ سواری نہ شہد نہ کچھ نہ کچھ۔ بلکہ ایک درجہ اور اوپر چلئے۔ عورت مرد کی تمیز بھی اعمال کی تمیز کا نتیجہ ہے پھر جب اعمال سب کے یکساں ہونگے تو یا تو سب لوگ مرد ہی ہونگے یا سب عورتیں ہی نظر آئینگی۔ اور سنئے ڈاکٹری اصول کے مطابق منی کے اندر کیڑے ہوتے ہیں انہی کیڑوں سے اولاد پیدا ہوتی ہے۔ جب کیڑے بھی نہ ہونگے تو یہ کہاں سے آئینگے۔ نتیجہ یہ ہوگا انسانی نسل منقطع ہو جائیگی۔ ساری خرابی کیوں پیدا ہوئی صرف اس لئے کہ دنیا میں ویدک دھرم پھیلا۔ اس سے ثابت ہوا کہ ویدک دھرم عالمگیر نہیں۔ بخلاف اس کے اسلام اگر ساری دنیا میں پھیل جاوے تو کوئی خرابی پیدا نہ ہوگی نہ کوئی جانور کم ہوگا۔ نہ دودھ کی کمی ہوگی نہ سواری کی نہ کچھ نہ کچھ۔ اس کا جواب آریہ مناظر نے یہ دیا کہ یہ ایک فرضی بات ہے نہ ایسا کبھی ہوا اور نہ ہوگا نا اسلام عالمگیر اس لئے نہیں کہ اس میں لا الٰہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ پڑھنا پڑتا ہے اس میں سات آسمانوں کا وجود ماننا پڑتا ہے۔ اس میں ختنہ اور گوشت خوری کا حکم ہے وغیرہ۔ اس کا جواب مولانا صاحب نے دیا یہ فرض کوئی فرض محال نہیں بلکہ یہ ایسا فرض ہے جیسے اقلیدس میں ہوتا ہے ہم ایک نقطہ پر دائرہ کھینچ سکتے ہیں۔ ہم ہر دو نقطوں میں خط ملا سکتے ہیں جس طرح اُس فرض سے کوئی خرابی نہیں پیدا ہوتی اس فرض سے بھی نہیں ہونی چاہئے۔ حالانکہ بڑی خرابی ہوتی ہے چنانچہ میں نے تفصیل سے بیان کر دیا تو صاف سمجھا گیا کہ ویدک دھرم میں عالمگیری کی قابلیت ہی نہیں محمد رسول اللہ کہنے سے کوئی خرابی نہیں آتی اور نہ ختنہ کرانے سے نہ گوشت خوری سے۔ علاوہ اسکے گوشت خوری کوئی جزو اسلام نہیں جس کا جی نہیں چاہتا نہ کھاوے اس مضمون کو ذرا تفصیل سے ذکر کیا تیسرا مضمون تھا "تناسخ" آریہ مناظر نے تقریر کی کہ دنیا میں جو اختلاف ہے یہ پچھلے گناہوں کا نتیجہ ہے اس لئے تناسخ ثابت ہے۔ اس کے بعد اسلام پر دس بارہ اعتراض کر دئے جنمیں بعض جنت پر تھے بعض دوزخ پر۔ مگر عموماً سارے کے سارے زبانی تھے کسی ایک کا حوالہ نہ تھا حالانکہ شرط تھی کہ قرآن سے حوالہ ہونا چاہئے۔ اس لئے سوالات کے متعلق مولانا صاحب نے صرف اتنا ہی کہا کہ آپ جب کوئی آیت قرآنی پڑھینگے تو میں جواب دونگا۔ تناسخ پر اعتراض کیا کہ حسب قاعدہ تناسخ دنیا میں جسقدر دکھ ہیں پچھلے کاموں کا بدلہ ہیں تو اس کی مثال جیل کے قیدیوں کی سی ہوئی جس طرح جیل کے قیدیوں کی سزا میں تخفیف کرنا جرم ہے اسی طرح ان بیماروں بلکہ یتیموں کی خبرگیری کرنا جرم ہے اس لئے تناسخ کے ماننے والوں کو چاہئے کہ نہ کسی کی خبرگیری کریں نہ کسی بھوکے کو کھانا کھلائیں نہ کسی مسکین کو پوچھیں اگر پوچھیں گے تو خطرہ ہے کہ آئندہ جون میں خود اسی حالت میں مبتلا ہونگے۔

اس مضمون کی تفصیل مولانا صاحب نے بڑی خوبی سے فرمائی۔ اس کا جواب آریہ مناظر نے یہ دیا کہ قیدیوں کو گو سزا ہوتی ہے مگر غذا تو اُن کو دیجاتی ہے اسیطرح

AsliAhleSunnet.com

بیماروں کی دوا ہے۔ اس کا جواب مولانا صاحب نے یہ دیا کہ یہ دھوکہ ہے۔ سزا میں تخفیف کرنا کسیطرح جائز نہیں۔ ان بیماروں کی بیماری سزا ہے۔ سزا میں تخفیف جائز نہیں جس طرح قیدیوں کو کھانا دیا جاتا ہے آپ بھی ایک اندھے کو کھانا دیں مگر آنکھ کا علاج نہ کریں۔ اگر کرینگے تو دوسرے جون میں خود اندھے ہونگے۔ اس مضمون کو مولوی صاحب نے خوب تشریح سے بیان کیا اور جلسہ برخاست ہوا الحمد للہ۔

اس مناظرہ میں آریہ سماج نے بہت سی ایسی باتوں پر زور دیا جن پر انصافاً زور دینا اُن کا حق نہ تھا۔ مثلاً مناظرہ سے پہلے خرچ جلسہ سارا مسلمانوں پر ڈالا۔ انتظام کا ذمہ وار مسلمانوں کو بنایا۔ اثناء مناظرہ میں تقریر ہی پر زور دیا اور تحریر سے بالکل انکاری رہے۔ اگر تحریر ہوتی تو آج پبلک میں جو بیان شائع ہوتا وہ مصدقہ ہوتا۔ کسی کو اُس پر چون وچرا کی گنجائش نہ ہوتی مگر آریہ سماجی جانتے تھے کہ تحریر میں ہم بدزبانی نہ کر سکیں گے۔ نیز وہ شائع شائع ہونے سے ہماری کیفیت کھلجاویگی۔ سب سے بڑی بات جس پر زور دیا وہ یہ تھی کہ سب سے اخیری تقریر ہماری (سماجیوں کی) ہو۔ اس مدعا کے حصول کے لئے اُنہوں نے ہر طرح کی بے قاعدگیاں کیں مثلاً درمیانی روز اُن کی تقریر کا وقت آخری تھا۔ اس حساب سے تیسرے روز کا آخری وقت مسلمانوں کو مل سکتا تھا۔ مگر آریہ سماج نے یہ چالاکی کی۔ کہ دوسرے روز پریزیڈنٹ کو کہہ سُنکر آخری تقریر مسلمانوں کی کرادی تاکہ تیسرے روز آخری تقریر سماج کی ہو جاوے۔ مگر چونکہ مسلمان مباحثہ کو ہر طرح عمدگی سے نباہنا چاہتے تھے اسلئے مسلمانوں نے سب کچھ مان لیا۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام کو خدا نے فتح دی اور مسلمانوں کو خوشی الحمد للہ حمداً کثیراً کثیرا

(محمد ابو القاسم بنارسی)

الہامی کتاب۔ وید اور قرآن کے الہام پر مسلمان اور آریہ عالموں کی بحث دلچسپ قیمت ۶ر

خدمات کانفرنس اہل حدیث دہلی

جناب فاضل مولانا ایڈیٹر صاحب السلام علیکم

برائے درج اخبار حاضر ہے امید کہ درج اخبار فرماکر ممنون فرماویں گے۔

ناظرین آج میں آپ کو ایک ایسی بات سُنتا ہوں کہ موافق سُنکر خوش ہونگے۔ مخالف اپنے غصہ میں مریں گے۔ صوبہ دہلی میں ایک مقام مہرولی جو کہ مشہور قطب کی لاٹ ہے وہاں پر قطب شاہ کا میلہ بڑی دھوم دھام سے ہوتا ہے جس کو چھڑی کا میلہ کہتے ہیں اس مقام پر غیر اللہ کی ایسی پوجا ہوتی ہے کہ خدا کی پناہ۔ گویا عرب کے زمانہ جاہلیت کا سین نظر آتا ہے۔ مسلمانوں کا یہ فرض تھا کہ یہاں کے نام کے مسلمانوں کو پکا مسلمان بناتے۔ مگر کس کو غرض پڑی تھی۔ خدا کا شکر اور بہت بڑا شکر ہے کہ ۳۰ ر اپریل سنہ ۱۵ء یوم جمعہ کو ممبران اور واعظان کانفرنس اہل حدیث قطب شاہ کے میلہ میں گئے اور اعلیٰ پیمانہ پر اپنا انتظام کر کے اشاعت اسلام شروع کیا جو قابل دید تھا جس میں جناب مولوی حکیم عبید الرحمٰن صاحب سابق سفیر کانفرنس ہذا اور مولوی عبدالستار حسن صاحب سابق واعظ کانفرنس ہذا و مولوی محمود صاحب بنارسی مقیم دہلی اور مولوی حافظ عبید اللہ صاحب۔ مولوی عبدالرشید صاحب مولوی عبدالستار صاحب کلانوری وغیرہ وغیرہ نے شرک وبدعت کی مذمت اور توحید پر بڑے عمدہ عمدہ وعظ فرمائے جس سے لوگوں پر بہت عمدہ اثر پڑا۔ اُدھر بازاروں میں مدرسہ حاجی علیجان مرحوم کے طلباؤں میں سے بہت سے طلباء نے وعظ کرنا شروع کیا اور ایک شور مچادیا۔ کوئی کہتا ہے کہ یہ سب پاگل ہیں کوئی مجنون کوئی لامذہب بناتا کوئی لاحول پڑھتا اور کوئی نعوذ باللہ۔ کوئی اپنے بُرے افعالوں سے توبہ کرتا۔ واللہ یہ منظر قابل دید تھا۔ ایک روز ایک بدعتی نیم مُلّا...... کھڑے ہو کر وعظ کر رہے تھے کہ لوگو خدا کی کوئی ضرورت نہیں ہے جو خدا سے ہم مانگیں وہ ہمارے پیر صاحب دے سکتے ہیں اگر اُن کی قبر کی خاک کسی اندھے کو لگائی جائے تو وہ بینا ہو جائے۔ خدا کی تمام چیزیں پیر صاحب کے پاس ہیں۔ اب خدا کے پاس کیا رہگیا ہے جو خدا سے ہم مانگیں۔ اتفاقاً مولوی محمود بنارسی معہ چند دیگر مولویوں کے گزرے تو نیم مُلّا صاحب ان لوگوں کو دیکھکر بڑے زوروں سے کہنے لگے کہ جسکا جی چاہے ہمسے مناظرہ کر لے قرآن سے حدیث سے۔ اس پر مولوی محمود بنارسی نے اپنی پاکٹ سے قرآن شریف نکال کر کہا کہ مولوی صاحب مہربانی فرماکر اپنے مدعا کو اس کتاب (قرآن شریف) سے جسے ہم۔ آپ اور سارے مسلمان بھائی مانتے ہیں ثابت کر دیجئے تو ہم آپ کو دس روپے انعام دینگے۔ تب تو نیم مُلّا بغلیں جھانکنے لگے اور کہنے لگے کہ ہم سے کیا آپ مناظرہ کرنا چاہتے ہیں؟

مولوی صاحب - جی ہاں میں آپسے مناظرہ کرنا چاہتا ہوں۔

مُلّاجی - کیا آپ مولوی عالم ہیں۔

مولوی صاحب - ہاں میں عالم ہوں۔

مُلّاجی :- آپ نے کہاں پڑھا ہے۔

مولوی صاحب - بنارس میں۔

مُلّاجی - سند دکھلائیے۔

مولوی صاحب - میری علمیت خود سند ہے کاغذی سند کی کیا ضرورت ہے۔

مُلّاجی -- نہیں کاغذی سند لائیے۔

مولوی صاحب - اگر کاغذی سند کی ضرورت ہے تو ایک جاہل بھی سند لیکر مُلّا بن سکتا ہے۔ اس لئے میں بڑے زور سے کہتا ہوں کہ کاغذی سند کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ علمیت خود سند ہوگی۔

اس کے بعد مُلّاجی نے کہا کہ اچھا ٹھیرئیے۔ بعد آدھ گھنٹہ کے مولوی صاحب نے پھر مطالبہ کیا تو مُلّاجی کہنے لگے کہ جائیے بی اےؔ پاس کرئیے آپ کو ہم سے کیا مطلب! اس کے بعد مولوی محمود صاحب بنارسی نے ۲۰ قدم آگے ہو کر ان کی ہر بات کا جواب قرآن شریف سے دیا۔ یہ پکو جواب ایسا عمدہ تھا کہ

لہ یہ اس لئے کہا کہ مولوی صاحب کا لباس مولویانہ نہیں تھا بلکہ معمولی کوٹ وغیرہ۔

[illegible] (۳۰۶)

AsliAhleSunnet.com

تمام لوگ مولوی صاحب کی طرف آگئے۔ ملاجی کی طرف ایک بچہ بھی نہ تھا۔ آخر ملاجی چلدئے۔ مولوی صاحب بعد مغرب حق کی فتح کرکے خوشی خوشی مع اپنے ساتھیوں کے اپنے پنڈال میں آئے۔

ناظرین خود فیصلہ کرلیں کہ اشاعت اسلام کی کتنی ضرورت ہے ہمکو لائق ہے کہ ہم خوب جی کھولکر کانفرنس کی مدد کریں۔ تاوہ ہر کام کر سکے۔ زمانہ تو ایسا ہے کہ ہم میں سے بزرگ لوگ اٹھ رہے ہیں جیسے کہ ابھی حضرت مولانا شاہ عین الحق صاحب نے رحلت فرمائی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ خدا آپ کو جوار رحمت میں جگہ دے۔ آمین۔

پس ہم لوگوں کو چاہیئے کہ جہاں تک ہو سکے کانفرنس کی مدد کریں۔ تاکہ اس سے لائق لوگ پیدا ہو کر اشاعت اسلام کرکے لوگوں کو عذاب الٰہی سے بچائیں۔ فقط وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ۔

(خاکسار محمد مہتاب الدین عفی عنہ از دھلی)

متعلق مذاکرہ علمیہ نمبر ۸

الہحدیث مورخہ ۲۶ رجب میں دو مضمون نظر آئے ایک مسئلہ اجماع کے متعلق (جو بجواب مولوی ابرہیم صاحب سیالکوٹی ہے) دوسرا مسئلہ طلاق (جو بجواب آریہ لکھا گیا ہے) مجھکو دونوں مسئلوں کی نسبت کچھ عرض کرنا ہے جس میں صرف فاضل ایڈیٹر صاحب سے خطاب نہیں ہے بلکہ عموماً علمائے کرام سے استفادہ مقصود ہے۔

اول کے متعلق یہ عرض ہے کہ کون مسئلہ ایسا ہے جو کتاب وسنت سے بعبارت یا دلالت یا اشارت یا اقتضا کسی طرح ثابت نہیں ہے اور اُس پر صحابہ یا کسی کا اجماع وقوع میں آیا ہے اور وہ بسند ہم تک پہنچا ہے اور ہمارے لئے حجتہ شرعی مثل کتاب سنت کے ہے۔ اگر کوئی ایسا مسئلہ ہے تو مجھکو بتائے ورنہ محض فرضی طور پر اگر اس سے بحث کی جاتی ہے تو گیا فرضی مسئلوں پر بحث کرنا داب سلف صالحین ہے۔ یہ بات دوسری ہے کہ جو مسئلہ سنتے آئے اور کوئی دلیل اُس کی نہیں پائی تو کہدیا کہ علیہ الاجماع یا اپنے مسموع وعلم کے خلاف سنا تو کہدیا کہ سلف صالحین کے خلاف ہے۔ پھر لطف یہ ہے کہ سلف سے کیا مراد ہے۔ یہ بھی نہیں بتاتے صحابہ۔ تابعین تبع تابعین یا عموماً ہر خلف کا سلف مراد ہے جس زمانہ میں بہر بنی تابہ کا مسئلہ زیر بحث تھا مجھ سے ایک بڑے نامی مولوی صاحب سے باتیں ہوئیں تو میں نے ان سے پوچھا کہ اس مسئلہ میں صحابہ یا تابعین یا تبع تابعین میں سے کس کا فتوے ہے۔ اگر ہے تو مجھکو ضرور بتلائیے۔ حضرت جی نے وعدہ بھی کیا کہ میں بتاؤں گا مگر مدت ہو گئی اور صدائے برنخواست میں دیکھتا ہوں کہ جب کوئی مسئلہ چھڑتا ہے تو اجماع واتباع سلف ایسے لفظوں کا بہت استعمال ہوتا ہے اور اسی کو آڑ بنا کر خوب گالیاں دیجاتی ہیں اور بکواس مچائی جاتی ہے۔ لہذا میرے دل میں آیا ہے کہ اس کو صاف ہونا چاہیئے کہ محل اجماع ومصداق اجماع کون ہے جس کا خلاف کرنے والا مورد طعن وملامت ہے اور سلف صالحین سے کون مراد ہیں جن کا خلاف موجب ضلالت ہے۔

دوسرا مسئلہ طلاق ہے۔ اہلحدیث مورخہ ۲۶ رجب میں لکھا گیا ہے کہ قرآن کی تعلیم یہ ہے کہ مسلمان بضرورت زمانہ طہر میں طلاق دیوے اور ایک ماہ کے بعد زن وشوہر میں صلح وملاپ نہو تب دوسرے طہر میں پھر طلاق دیوے۔ یہ مضمون قرآن میں مجھکو نہیں ملا۔ کون آیت اس مضمون کی ہے اور کہاں ہے آگہی طلب ہوں۔

قرآن کا مضمون ہے اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ جس کا حاصل یہی ہے کہ اثر طلاق دو ہی ہیں امساک یا تسریح۔ جیسے آیہ کریمہ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاءً جس میں شد وثاق کے دو ہی اثر ہیں مَن یا فداء۔ اور بنا بر اس بیان کے جو پرچہ اہلحدیث مذکورہ میں مرقوم ہے۔ اثر طلاق تین ہو جاتے ہیں۔ امساک۔ تسریح۔ طلاق۔ قطع نظر اس کے کہ یہ زیادت علے الکتاب ہے معنی بھی صحیح کیا متصور بھی نہیں ہے کیونکہ طلاق کے معنی ہیں فسخ نکاح اور فسخ کے بعد فسخ تحصیل حاصل ہے جو نا ممکن ہے۔ قرآن کا مطلب یہی ہے کہ جس نے دو دفعہ طلاق دے دیکر رجعت کرلیا ہے اُس کو تیسری بار رجعت کا خیار نہیں ہے یا جس نے دو بار طلاق دیدیکر تسریح کیا اور پھر نکاح کرلیا ہے اُس کو تیسری بار رجوع یا نکاح جائز نہیں ہے حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ قرآن سے طلاق پر طلاق دینا کہیں معلوم نہیں ہوتا۔

(راقم محمد عمر رحیم آبادی مدرس مدرسہ احمدیہ آرہ)

قطب صاحب میں اہلحدیث کانفرنس کی طرف سے جلسہ

قصبہ مہرولی جو دہلی سے ۱۱ میل کے فاصلہ پر ہے اور حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے۔ یہاں ہر سال چھڑیوں کا میلہ ہوا کرتا ہے اور کثرت سے لوگ جمع ہوتے ہیں جن میں بہت معقول تعداد دیہات وغیرہ کے مسلمانوں کی بھی ہوتی ہے۔ چونکہ ہمارے علماء بہت کم دیہات میں جاکر وعظ ونصیحت کرنے کی تکلیف گوارا کرتے ہیں اسلئے ان لوگوں کو دین کی باتوں کی خبر نہیں ہوتی۔ اور اکثر کے نام بھی ہندوانہ ہوتے ہیں۔ مولوی ثناء اللہ صاحب جنرل سکرٹری اہل حدیث کانفرنس نے ایک رزولیوشن اس مطلب کا پاس کرایا تھا کہ اس قسم کے مجمع جہاں ہوں وہاں اہل حدیث واعظین کو بھی بھیجا جائے۔ تاکہ ان لوگوں کو وعظ وپند سنایا جائے۔ اور شرک وبدعت سے توبہ کرائی جائے۔ عرصہ چار سال سے اس رزولیوشن پر عمل ہو رہا ہے۔ اس سال مہرولی میں ایک جلسہ وعظ کا کانفرنس کی طرف سے انتظام کیا گیا۔ اور متعدد اہل حدیث عالموں نے وعظ اور تقریریں کیں۔ اور بکثرت مسلمانوں نے انکو سُنا۔ اور بہت سے لوگوں نے شرکیہ مراسم سے جلسہ میں مولوی حکیم عبید الرحمن صاحب کے ہاتھ پر توبہ کی۔ اور ڈھول وغیرہ جو چھڑیوں کے ساتھ بجاتے

AsliAhleSunnet.com

آئے تھے اس جگہ بند کر دئے جاتے تھے۔ نہایت کامیابی کے ساتھ یہ جلسہ کئی روز تک ہوتا رہا ختم ہوا۔ حکیم امجد علی صاحب صدر جلسہ تھے۔ حاجی محمد صدیق صاحب باڑی سوداگر حاجی فیاض الدین صاحب حاجی حمید اللہ صاحب نے جلسہ کی کامیابی کے لئے بہت کوشش کی امید ہے آئندہ بھی اس قسم کے جلسے کانفرنس کی طرف سے ہوتے رہیں گے اور بغیر اس کے کہ اختلافی مسائل پر بحث شروع کیجائے یا کسی گروہ کی دل آزاری کی جاوے سیدھے سادے طور پر قرآن وحدیث کا وعظ اس قسم کے جلسوں میں ہوتا رہیگا۔ جس سے توحید اور سنت کی اشاعت ہو + (عاجز سید عبد السلام نائب سکرٹری اہلحدیث کانفرنس دفتر دہلی)

تجاویز مفیدہ بابت اہلحدیث کانفرنس واشاعت توحید وسنت

قابل توجہ جملہ اہلحدیث بالخصوص علماء وامراء وسرداران قوم

معزز ناظرین السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اما بعد۔ واضح ہو کہ اکثر حضرات بالخصوص ناظرین اخبار اہلحدیث سے مخفی نہیں کہ کئی سال سے بفضلہ وکرمہ تعالیٰ ببرکت اخبار اہلحدیث۔ اہلحدیث کانفرنس کی بنیاد ڈالی گئی ہے۔ جسکو اگر بنظر تعمق دیکھا جائے تو ایک بہت ہی مبارک ونہایت ضروری اور عظیم الشان کار خیر ہے۔ مبارک ہیں وے لوگ جنہوں نے بتوفیق ایزدی والہام غیبی اس عظیم الشان کام کا بیڑا اٹھا کر سنگ بنیاد رکھا نیز وہ حضرات بھی قابل داد ومستحق شکریہ ہیں جنہوں نے ہر ممکن طریق سے دامے۔ درمے۔ قلمے۔ سخنے امداد وتائید فرمائی توجہ وہمت دلائی۔ حوصلہ بڑھایا بلکہ حق تو یہ ہے کہ سوتی ہوئی نہیں نہیں بلکہ مردہ قوم کو زندہ کرنے وبیدار ہونے کا موقع دیا۔ اور رستہ دکھلایا جزاھم اللہ خیر الجزاء۔

چنانچہ اس کی بدولت بیداری کے آثار ظاہر ہو چلے ہیں گو اکثر علماء واہل قلم نے اب تک توجہ مبذول نہیں فرمائی۔ تاہم غنیمت ہیں وہ نفوس جنہوں نے اپنے عزیز وقت کو صرف کر کے اپنے تجاویز مفیدہ سے قوم کو توجہ دلانے اور بیدار کرنے میں سبقت کیا۔ اور الفضل للمتقدم کے مستحق ہوئے۔ اے خدائے کریم ورحیم تو محض اپنے فضل وکرم سے ان کی خدمت وسعی کو قبول فرما اور قوم کے دلوں کو پھیر دے تا علماء وامراء وفقراء مشرقی ومغربی جنوبی وشمالی غرض سب کے سب تیرے اور تیرے حبیب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی تعمیل میں سرگرم نظر آویں۔ اور پوری متفقہ قوت وتوجہ سے اشاعت توحید وسنت فنڈ کو مستحکم ومضبوط بنانے میں طرح طرح سے امداد فرماویں آمین یا الہ العالمین

اے حضرات علمائے کرام آپ مایوس نہوں خدا کی رحمت موجزن ہے خاموش بیٹھنے کا وقت نہیں بلکہ اس نعمت خداداد آزادی کو غنیمت جان کر کمر ہمت کو مضبوط باندھئے اور ارشاد خداوندی تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ کی تعمیل کے واسطے ہمہ تن مستعد ہو جائیے اور اپنی سحر بیانی اور پر تاثیر وعظ ونصیحت سے نیز حسن خلق ومحبت سے قوم کو بیدار کیجئے۔ نہ صرف بیدار۔ بلکہ از سر نو زندہ کر دکھائے۔ ہاں ہاں ایک مرتبہ ضرور بالضرور اپنی کوشش بلیغ سے ہر ہر شہر قصبات اور گاؤں در گاؤں تہلکہ مچا دیجئے بلکہ ہلچل ڈالدیجئے اگر آپ نے ایسا کیا تو پھر کیا مجال کہ قوم خواب غفلت سے بیدار نہ ہو اور کامیابی کا سہرا آپکے سر لہراتا ہوا نظر نہ آئے۔

اور اے حضرات عوام الناس بالخصوص امراء وسرداران قوم! کیا ہمیشہ مردہ دلی اور خواب غفلت ہی کی زندگی آپ کو مرغوب ہے کیا ابھی بیدار ہونے کا وقت نہیں آیا ہے؟ نہیں نہیں چونک اٹھئے۔ خدارا بیدار ہو جئے۔ نہ صرف بیدار بلکہ زندہ دلی کا ثبوت دیجئے۔ اہل حدیث کانفرنس یا قومی محکمہ کی پکار کو بغور سنئے اور اشاعت توحید وسنت فنڈ کو مستحکم بنانے میں ہمہ تن مصروف ہو جائیے۔

پھر دیکھئے کہ بفضل خدا آپ کی ہمت وکوشش کیا کچھ نہیں کر سکتی۔ بقول شخصے «ہمت مرداں مدد خدا»

دیکھئے ہمارے علماء ربانی نے کس بیدار مغزی اور دور اندیشی کا ثبوت دیکر محض قوم کی بہبودی اور نفع عام ودرستی عاقبت قوم ہی کے واسطے بہزار تکلیف ومشقت اس کار خیر کو جاری فرمایا۔ کیا آپ کا فرض نہیں کہ اس کو نباہنے کی پوری کوشش کیجئے نہ صرف نباہنے بلکہ اعلٰے سے اعلٰے رتبہ پر پہنچانے اور تا دیر قائم رکھنے کی کوئی ایسی عملی تدبیر کیجئے کہ ہمارے بعد بھی نسلاً در نسلاً اس صدقہ جاریہ کا سلسلہ بطور یادگار باقی وقائم رہے۔

اے حضرات! آپ حیران ہونگے کہ ہیں؟ یہ کیا بڑبڑ وبکواس ہے کیا ہمارا برتاؤ اسلامی نہیں؟ کیا ہم نماز روزہ حج زکوٰۃ خیر وخیرات سے محترز ہیں کیا ہم مکتب ومدرسہ کی خبرگیری نہیں کرتے؟ تو جواباً عرض ہے کہ آپ حسب خیال اپنے سب کچھ کرتے ہیں مگر حسب ارشاد نبوی (فداہ ابی وامی) صلے اللہ علیہ وسلم ایک بہت بڑے کام سے غافل ہیں اور ضرور غافل ہیں سنئے اور غور سے سنئے وہ بڑا کام اشاعت دین ہے۔

آپ خیال کرتے ہونگے کہ معمولی ارکان اسلام کی بجا آوری نیز چند آنہ یا روپیہ دو روپیہ ماہوار مکتب وغیرہ کے صرفہ سے ہم سبکدوش ہو گئے ہیں لیکن اگر بنظر غائر اور انصاف دیکھئے تو معلوم ہو سکتا ہے کہ غلط ہے سراسر غلط بقول ؎

این خیال ست ومحال ست وجنوں

اے حضرات جب تک لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا پر پورا عملدرآمد نہوگا جب تک آپ اپنی جیب خاص سے ٹھیک اپنی اپنی حیثیت کے مطابق کافی زر کو جو اس مالک الملک کا دیا ہوا ہے جو محض بطور امانت کے ہم لوگوں کو دے رکھا ہے خرچ نہ کیجیگا تب تک ہرگز سبکدوش نہیں ہو سکتے ؎

ہرچہ داری صرف کن در راہ او
لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا

اے حضرات صرف تنہا کھانے اور عمدہ وفاخرہ لباس

(۲۰۶)

AsliAhleSunnet.com

زیب تن کرنے کے لئے ہی ہم لوگ پیدا نہیں کئے گئے اور نہ دھوم دھام سے شادی بیاہ وغیرہ وغیرہ میں فضول خرچی کے لئے مال و دولت دئے گئے ہیں۔ آہ صحابہ کرام رضوان اللہ کو دیکھئے حسب تحریک حضور پرنور صلے اللہ علیہ وسلم کسی نے چوتھائی۔ کسی نے نصف۔ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالے عنہ نے اپنا سارے کا سارا مال راہ خدا میں صرف کر دیا۔ سبحان اللہ وبحمدہ۔ اُف! کیسے لوگ تھے اور کس قدر پاکیزہ خیال رکھتے تھے۔ آہ کیا ہم اُن کے نام لیوا نہیں۔ کیا ہم اُن کے خلف نہیں۔ کیا ہم اُن کے قدم بقدم چلنے کے پابند نہیں؟ ہیں اور ضرور ہیں۔ تو پھر ہمکو کیوں توجہ نہیں ہوتی۔ کیوں ہم للہی خرچ سے جی چراتے ہیں۔ کیوں ہمکو مفلسی کا خوف دامنگیر ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ ہمارا ایمان کامل نہیں۔ ہمارا الیقین واثق نہیں۔ معاذ اللہ ہمکو نہ محشر کے ہول کا احساس ہے نہ عذاب دوزخ کا خوف و ڈر ہے۔ نہ خدائے عزوجل کی رضامندی کی تمنا۔ نہ جنت الفردوس کی آرزو ہے پناہ بخدا نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیات اعمالنا۔

اے حضرات! اگرچہ ہمارا دل و دماغ ایسا نہیں کہ اپنی جائداد اور کمائی کا نصف۔ تہائی یا چوتھائی حصہ راہ خدا میں نثار کرنے کی جرأت ہو تو کم از کم اپنی کمائی کا تیسواں حصہ تو ضرور راہ خدا میں دیدینے کی ہمت کریں مثلاً ایک ماہ کے تیس دن ہوتے ہیں اُس میں روز کی کمائی میں سے صرف[لہ] ایک روز کی کمائی اہلحدیث کانفرنس کے واسطے وقف کر دیں تو کیا کوئی حرج کی بات ہے۔ کیا اس خرچ سے ہم محتاج ہو جاوینگے یا ہو سکتے ہیں؟ نہیں نہیں بلکہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ خرچ ہمارے لئے آخرت کا ذخیرہ و باعث برکت ہے۔ غور تو کیجئے کہ خدا نخواستہ ہم یا ہمارے اہل و عیال علیل ہو جاویں جس کا اظہار اکثر مشاہدہ میں آتا ہے تو کیا اُس وقت ہم بخل کو راہ دیتے ہیں۔ خرچ سے جی چرالیتے ہیں علاج و معالجہ نہیں کرتے؟ نہیں نہیں صاحب ہرگز نہیں۔ بلکہ جان لڑاتے اور اپنی حیثیت سے زیادہ صرف کر ڈالتے ہیں۔ پاس نہ ہو تو قرض لیکر بھی خرچ کرنے سے باز نہیں آتے خواہ مفلس ہی کیوں نہ ہو جاویں۔ پھر بھی اُس کا کیا نتیجہ؟ نتیجہ وہی جو منظور خدا ہے اور بس۔

فی الآخر قوم سے مکرر درخواست ہے کہ اس دنیائے فانی کی زندگانی کو غنیمت جانئے اور آخرت کا توشہ ضرور حاصل کیجئے وباللہ التوفیق۔ حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ والسلام

(الراقم محمد طاہر اسلم عفی عنہ)

[لہ] ماہوار صرف ایک روز کی کمائی اگرچہ کوئی حقیقت نہیں رکھتی لیکن خدا کی مدد و توفیق سے اگر قوم نے اس ناچیز و ذرہ بے مقدار کمائی کو خالصۃً لوجہ اللہ قومی فنڈ میں تصدق کیا اور دستور العمل ٹھیرالیا جس کی قوی امید ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ اہلحدیث کانفرنس یا اشاعت توحید و سنت فنڈ مالا مال ہو جاویگا۔ مثل مشہور ہے کہ پانچ ساٹھ کی لاٹھی اور ایک کا بوجھ۔ یہاں تو بفضلہ تعالیٰ قوی معاملہ ہے۔ آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس کا شکر ہے جسکے خادم لاکھوں نفوس ہیں جنمیں ہر قسم و ہر طبقہ کے لوگ موجود ہیں فالحمد للہ علی ذالک۔ منہ

اسلام کی اشاعت ہمدردی سے

آریہ گزٹ لکھتا ہے:۔

بخشی رام رتن جی بی اے بی ٹی نے گزشتہ اتوار کو آریہ سماج لاہور کے ہفتہ واری اجلاس میں ایک لیکچر ہندوؤں کی جسمانی کمزوری اور اُن کی تعداد کی روز افزوں کمی پر دیا۔ دوران تقریر میں آپ نے ایک دردناک واقعہ بیان کیا جو ابھی چند روز کا ہے جسے ہم ذیل میں درج کرتے ہیں:۔

ایک گاؤں میں ایک برہمن رہتا تھا۔ گاؤں میں پلیگ پڑی۔ برہمن کسی ضروری کام کے لئے کسی دوسرے شہر میں گیا ہوا تھا پیچھے اُس کی عورت کو پلیگ ہو گئی۔ کسی ہندو نے اس عورت کو پانی تک نہیں دیا حتیٰ کہ وہ تڑپ تڑپ کر مرگئی۔ اب چاہئے تو یہ تھا کہ ہندو اس عورت کو اُٹھا کر جلا دیتے۔ لیکن انہوں نے کیا یہ کہ عورت کے دروازہ کو بند کر کے باہر سے قفل لگا دیا۔ اور عورت اندر ہی گلنے سڑنے لگی۔ اس واقعہ کی خبر مسلمانوں کو لگی۔ ایک مسلمان نے قفل کو توڑا اور نعش عورت کو نکال کر قبرستان میں دفن کر دیا جب برہمن گاؤں میں واپس آیا اور اُسے متذکرہ واقعہ کی اطلاع ملی تو کچھ مسلمانوں اور ہندوؤں کو ساتھ لیکر قبرستان کی طرف گیا۔ اور اپنی عورت کی قبر پر کھڑا ہو کر ہندوؤں کو مخاطب کر کے کہنے لگا ہندوؤ! میں آج مسلمان ہوتا ہوں جس مذہب کے آدمیوں نے میری عورت کو دفنایا ہے اور اُس کا مردہ خراب ہونے نہیں دیا ایسے ہندو مذہب کو کیا کہوں جو اچھوں کیساتھ ایسا بُرا سلوک کرتا ہے۔ یہ کہکر اُس نے مسلمانوں سے کہا کہ مجھے مسلمان بنالو۔ چنانچہ اسی روز وہ مسلمان بنا لیا گیا۔ (۲۷ مئی)

اہلحدیث یہ ہے وہ تلوار جس کے زور سے اشاعت اسلام ہوئی تھی جسکو نادانوں نے سمجھ لیا کہ لوہے کی تلوار سے ہوئی۔ مسلمانوں کو چاہئے اب بھی اس تلوار کو ہاتھ میں لیکر اشاعت کریں۔

خلق حسن

حُسن خلق کے معنے اچھی عادت کے ہیں۔ اچھی عادت جس کو خلق حسن کہتے ہیں یہ ایک بڑی نعمت ہے اپنے خالق کے ساتھ خلق حسن کے یہ معنے ہیں کہ اُس کے حکم کی تعمیل کرے اور جن چیزوں سے منع کیا گیا ہے اُن کے پاس نہ جائے اور بغیر اپنے نفع نقصان یا خوشی ملنے کے نہایت ذوق، شوق اور رغبت سے خداوندی احکام کی تعمیل کرے۔ اور مخلوق کے ساتھ خلق حسن کے یہ معنے ہیں کہ لوگوں سے کشادہ پیشانی کے ساتھ ملے اُن کی ہمدردی کرے۔ اور حتی الوسع مخلوق کی تکلیف کو رفع کرنے کی کوشش کرے۔ اور اپنے ایذا رسان

بارے میں سختیاں جھیلنے کی عادت کرلے جناب باری کا ارشاد ہے قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا یعنی لوگوں سے اچھی طرح بات چیت کرو - چنانچہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو ہر پہلو سے برتاؤ کرکے ثابت کردیا کہ خلق حسن اس کو کہتے ہیں اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کی تعریف فرمائی - اور ارشاد فرمایا اِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ یعنے بیشک آپ بڑی اچھی عادت والے ہیں - حضور سرور عالم کی جس قدر صفات ہیں کسی صفت کے ساتھ عظیم کا لفظ نہیں فرمایا گیا - اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضور کا اخلاق ایسا عظیم الشان تھا کہ اللہ تعالیٰ نے جسکو عظیم کے لفظ سے یاد فرمایا -

چونکہ خلق عظیم یا ثمرہ ہوتا ہے کہ اس شخص سے کسی مخلوق کو نقصان نہ پہنچے یہ حضور کی خاص صفت تھی دیکھئے دندان مبارک شہید کئے جاتے ہیں - رستوں میں کانٹے ڈالے جاتے ہیں - نماز کی حالت میں سجدے میں گردن پر اوجڑیاں رکھی جاتی ہیں - گردن مبارک میں چادریں ڈال کر کھینچا جاتا ہے - آپ وعظ کرنے کو جاتے ہیں پیچھے پیچھے ابولہب کہتا جاتا ہے کہ یہ جادوگر ہے - غرض ہزاروں قسم کی تکلیفیں دیجاتی ہیں مگر آپ یہی دعا کرتے ہیں اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِيْ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ یعنی اے اللہ میری قوم کو ہدایت دے کیونکہ وہ مجھے جانتے نہیں ۔ کافروں کے لئے اپنی چادریں بچھاتے ہیں - اُن کو اپنے مکان پر ٹھیراتے ہیں اور وہ لوگ اس مکان کو نجاست آلود کرتے ہیں - آپ کے بستر پر نجاست ڈالتے ہیں - اور پھر آپ خود بنفس نفیس اُس کو اپنے دست مبارک سے دھوتے ہیں - کیا ایسے اخلاق کی دنیا میں نظیر مل سکتی ہے ہرگز نہیں -

الغرض حضرت ابوسعید خراز کہتے ہیں کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی توجہ اور آپ کا مقصد جو کچھ تھا وہ اللہ ہی کی طرف تھی - آپ کا جلال آپ کی ترقی سب خدا کے لئے ہوتی تھی - اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپکے خلق کو خلق عظیم فرمایا ہے حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہمیشہ عادت تھی کہ اپنے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو مخاطب فرما کر ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ تمکو چاہئے کہ خلق سے کشادہ پیشانی سے ملو اور ان کے ساتھ اچھے برتاؤ کرو - سوال کی ان پر فراخی کرنے سے اور برتاؤ برا کرنے سے یہ بہت بہتر ہے کہ تم ہر حالت میں کشادہ پیشانی سے ملا کرو - چنانچہ یہی پرتو صحابہ پر پڑا ہوا تھا - یہ لوگ بھی مثل حضور کی مخلوق پر بے حد مہربانی کرتے تھے ایک مرتبہ حضرت عمرو بن عاص کے خیمے میں کبوتر نے انڈے دے دیئے جب غزا سے واپس آئے اور کوچ کا ارادہ کیا ہے تو خیمہ بھی اکھاڑنے کا حکم دیا مگر جب کبوتر پر نظر پڑی تو حکم دیا کہ اس خیمہ کو ایسے ہی چھوڑ دیا جائے - اگر ہم خیمہ اکھاڑینگے تو اس خدا کی مخلوق کو تکلیف ہوگی سبحان اللہ اسی طرح جو لوگ حضور کا اتباع کرتے ہیں اور نسبت محمدی حاصل کرتے ہیں اُن کی بھی یہی حالت ہو جاتی ہے - کہ بے حد مخلوق پر مہربان ہوتے ہیں اور مخلوق جو اُن کو تکلیف دیتی ہے خوش ہوتے ہیں - چنانچہ حضرت ابراہیم بن ادھم سے کسی شخص نے دریافت کیا کہ حضرت کبھی آپ دنیا کی کسی بات پر خوش بھی ہوئے ہیں - آپ نے فرمایا ہاں - دو بار (۱) جب میں ایک جگہ بیٹھا مراقبہ کررہا تھا کہ ایک کتا آیا اور میرے اوپر ٹانگ اُٹھا کر پیشاب کیا اور چلا گیا (۲) میں ایک بار مراقبہ ہی کی حالت میں تھا کہ ایک شخص آیا اور اُس نے میرے سر پر ایک چپت رسید کیا - ان دونوں باتوں سے میں بے حد خوش ہوا - اسی طرح حضرت اویس قرنی کی حالت تھی کہ بچے اُن پر پتھر مارا کرتے تھے - تو آپ فرماتے کہ بھائی میری پنڈلیوں پر تو بڑا پتھر نہ مارنا - کیونکہ میں مسجد میں نماز کے لئے نہ جا سکونگا -

حضرت مولیٰ مرتضےٰ سلام اللہ علیہ نے ایک بار اپنے غلام کو آواز دی وہ خاموش رہا - پھر آپ نے آواز دی پھر بھی وہ نہ بولا - آخر تیسری آواز دی جب بھی اُس نے جواب نہ دیا - اُس کے بعد آپ اُٹھے اور اُس کے پاس تشریف لے گئے اور جواب نہ دینے کی وجہ دریافت کی اُس نے کہا میں نے قصداً جواب نہیں دیا تھا کیونکہ مجھے اطمینان تھا کہ آپ میرے جواب نہ دینے سے خفا تو ہونگے نہیں میں اپنے آرام میں خلل کیوں ڈالوں - آپ نے فرمایا آج سے تو آزاد ہے یہ مزید شفقت ہوئی چونکہ مخلوق کی عادت ہوتی ہے کہ ہمیشہ متعدد لوگوں کو تکلیف دیتی ہے اور بہت سی جھوٹی باتیں ان کی نسبت لگایا کرتی ہے اسی وجہ سے ایک بار حضرت موسیٰ نے جناب باری میں عرض کیا کہ خداوندا میری یہ عرض ہے کہ تیرے بندے میری طرف ایسی باتیں منسوب نہ کیا کریں جو مجھ میں نہیں ہیں - اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے لئے تو اس کو پسند ہی نہ کیا تمھارے لئے کیسے پسند کردوں - افسوس کہ مسلمانوں میں سے خُلق حسن اُٹھتا جاتا ہے جہاں دیکھئے قصے جھگڑے عداوتیں ہی نظر آتی ہیں ان سے نہ کوئی عالم خالی ہے نہ فقیر - خداوند قدوس بتوسط سید المرسلین صلعم ہم سب مسلمانوں میں خُلق حسن کی خوبیاں پیدا کرے آمین - شیخ سعدی نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

شنیدم کہ مردان راہ خدا
دل دشمناں ہم نکردند تنگ
ترا کے میسر شود ایں مقام
کہ با دوستانت خلاف ست و جنگ

(القمر دہلی)

بحث اجماع متعلق مذاکرہ علمیہ نمبر ۸

(مندرجہ اہلحدیث مورخہ ۱۰ رجب [illegible]ھ)

اسلام وہ صاف سلیس دین ہے کہ کوئی اور دین اُس کا مقابلہ نہیں کرسکتا - لیکن اُس وقت جبکہ اس لفظ کے تحت میں اُس کا اصلی سے مراد اصلی مسمی اُس کا وہی ہے جس کی تعلیم اسلام کے معلم اول نے دی ہے - سو وہ امت محمدیہ کا معلم اول سید المرسلین و خاتم النبیین محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اس معلم نے اپنی عمر کے آخر سال میں حج عام میں اللہ تعالےٰ کا یہ پیغام پہنچایا اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ۔ آج کے دن میں نے تمھارے لئے تمھارا دین کامل کردیا اور

AsliAhleSunnet.com

دینا احسان تم پر پورا کر دیا اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا ہے) اور اپنی مرض الموت میں یہ وصیت کی کہ ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بھما کتاب اللہ و سنتی (میں تم میں ایسی دو چیزیں چھوڑ چلا ہوں کہ جب تک تم ان دونوں پر چنگل مارے رہو گے تو کبھی ہرگز گمراہ نہ ہو گے اللہ کی کتاب اور میری سنت) اور نیز آپ کی آخری یہ بھی ہے کہ علیکم بسنتی و سنۃ الخلفاء الراشدین عضوا علیھا بالنواجذ وایاکم و محدثات الامور فان کل بدعۃ ضلالۃ لازم پکڑے رہو میری سنت اور ہدایت پانے والے خلیفوں کی سنت اس کو ڈاڑھوں سے مضبوط پکڑ رکھو اور نئے نکلے ہوئے کاموں سے بچے رہو اسلئے کہ ہر بدعت بلاشک گمراہی ہے: اس وصیت میں لفظ و سنۃ الخلفاء جو آیا ہے اس میں واو عاطفہ مفید الجمع واقع ہوئی ہے جس کا منشا یہ ہے کہ دونوں سنتوں کو ایک ساتھ پکڑے رہو اور بصورت تخالف سنتین دونوں کا ایک ساتھ پکڑے رہنا محال ہے اس لئے توافق سنتین ضروری ہوا۔ اور چونکہ توافق سنتین مشعر اتحاد تھا اسی لئے لفظ عضوا علیھا میں ان دونوں کیطرف ضمیر واحد کو عائد کیا عضوا علیھما نہیں کہا اور ہم الراشدین کی قید بھی لگا دی کیونکہ رشد ضلالت کا نقیض ہے اس لئے جس امر میں کسی خلیفہ کا تعامل یا حکم جب خلاف سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ہو گا تو وہ قابل قبول نہ ہو گا جیسے کہ طلاق ثلاثہ کا اجراء طہر واحد میں اور جنب معذور کا عدم تیمم اور تحریق مبتدعین۔ تو حاصل یہ ہوا کہ یہ حدیث اور حدیث بالا ایک ہی مضمون کی ہیں یعنی کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ یہی دو چیزیں دین اسلام کے رکن ہیں محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جو تعلیم دین کے بارے میں دی ہے اپنے قیاس سے نہیں دی بلکہ وحی کے ذریعہ سے دی ہے اور یہ وحی منزل من اللہ ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونہ اولیاء پیروی کرو اس چیز کی کہ تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل کی گئی۔ اور اس کے خلاف اور اولیاء کی پیروی مت کرو۔ اور فرماتا ہے وما آتکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا تمکو جو کچھ رسول دیوے سو لیلو اور جس کام سے منع کرے سو اس سے باز آؤ۔ اور فرماتا ہے ام لھم شرکاء شرعوا لھم من الدین ما لم یاذن بہ اللہ کیا ان کے لئے کچھ لوگ خدا کے شریک ہیں جنہوں نے ان کے لئے ایسی دین کی بات مقرر کر دی ہے جس کی اجازت خدا نے نہیں دی۔ اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ دین کی ہر بات منصوص ہونی چاہئے اللہ کی طرف سے۔ اور محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق کسی مخلوق کی فرمانبرداری نہیں چاہئے اس امر میں جس میں خالق کی معصیت یعنی نافرمانی اور مخالفت لازم آوے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انما کان قول المؤمنین اذا دعوا الی اللہ ورسولہ لیحکم بینھم ان یقولوا سمعنا واطعنا واولئک ھم المفلحون مومنوں کی بات سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ جب ان کو خدا اور رسول کے حکم کی طرف پکارا جائے تو کہتے ہیں کہ ہمنے سنا یہ حکم اور اس کی اطاعت قبول کی اور ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں تو مومنین کی یہی بات ہے اور یہی ان کا شیوہ ہے اور یہی ان کی سبیل ہے کہ ہدایت اور حق جب ان پر ظاہر ہو جاوے یعنی ارشاد نبوی معلوم ہو جاوے تو اسکی مخالفت دیدہ و دانستہ نہیں کرتے بلکہ بسر و چشم قبول کرتے ہیں اور اس کے خلاف پر وعید شدید آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدی ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولی ونصلہ جھنم وساءت مصیرا اور جو شخص مخالفت کرے رسول کی بعد اس کے کہ ظاہر ہو جاوے اس کے لئے ہدایت اور مومنین کی راہ کے خلاف چلے تو ہم اس کو اسی طرف پھیر دینگے جدھر وہ پھرا اور اس کو دوزخ میں داخل کرینگے اور وہ بڑا ٹھکانا ہے۔ ان آیات واحادیث سے صاف ثابت ہوا کہ کتاب و سنت ہی اصل دین ہی ہے اور اس کا خلاف گمراہی ہے۔

بعض لوگ جو اپنے مشاغل و مکاسب دنیوی میں انہماک رکھتے ہیں تتبع کتاب و سنت سے جی چراتے ہیں اور رواجی امور کو حدیث سمجھتے ہیں اور ان رواجی امور کا نام انہوں نے اجماعی مسائل قرار دیا ہے یعنی بطور تساہل اگر کچھ لوگ کسی سنت کو چھوڑ دیں اور کچھ زمانے تک وہ ترک قائم رہے تو وہ ترک سنت ان کے نزدیک سبیل المومنین ہو جاویگا غرض اتباع سنت کا نام انہوں نے اتباع سبیل المومنین رکھا ہے حالانکہ حدیث ترمذی میں موجود ہے کہ من احیا سنۃ امیتت بعدی (الحدیث) جس شخص نے زندہ کیا اس سنت کو کہ مردہ کر دی گئی میرے بعد آخر حدیث تک اس حدیث سے صاف ثابت ہوا کہ اتفاقاً بہت لوگ ایک زمانہ تک ترک سنت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اور بعض دیگر لوگوں کے نزدیک یہ ترک سنت اجماع سکوتی ہو جاتا ہے چنانچہ ہم غیر مالکیوں میں سے اور اسی طرح شافعیہ میں سے بالکل نماز میں ہاتھ نہیں باندھتے اور بعض لوگ اکثر رکوع سے پہلے قیام میں نہیں باندھتے اور بعض لوگ بعد رکوع کے ہاتھ باندھنے کو سنت کہتے ہیں۔ اور بعض نہ باندھنے کو سنت مانتے ہیں حالانکہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے قولاً و فعلاً و تقریراً ہر طرح سے نماز میں ہاتھوں کا باندھنا ثابت ہے اور صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اسکو روایت کیا (ل) اور یہ محال ہے کہ صحابہ عمداً دیدہ و دانستہ آپ کا خلاف کریں اور کسی صحابی سے بسند صحیح ثابت نہیں کہ اس نے آپ سے ارسال روایت کیا ہو اور نہ بسند صحیح کوئی شخص تابعین کی ایک جماعت سے ارسال کو ثابت کر سکتا ہے یہاں تک کہ جماعۂ مبارکہ [?] محدثین متقدمین مثل بخاری و مسلم و ابو داؤد و نسائی و ترمذی و ابن ماجہ و ابن خزیمہ و دارقطنی وغیرہم سے بھی ارسال بعد الرکوع ثابت نہیں کر سکتا اور بخاری کی حدیث سے یہ ثابت ہے کہ لوگوں کو نماز میں ہاتھ باندھنے کا حکم دیا جاتا تھا۔ اور موطا میں بھی یہی حدیث

(ل) بعد رکوع ہاتھوں کے باندھنے کا ثبوت ہم بھی سننا چاہتے ہیں (ایڈیٹر)

موجود ہے اور روایت کرنے والا اس کا سہل بن سعد جلیل القدر صحابی ہے۔ اور طبرانی وغیرہ میں ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ ہم جماعت انبیاء کو نماز میں ہاتھ باندھنے کا حکم ہوا ہے۔ ان دونوں حدیثوں میں ہاتھ باندھنے کے لئے کوئی خاص مقام نہیں تبلایا گیا۔

اور سنن نسائی کی حدیث میں ہے کہ نماز کے ہر قیام میں آں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہاتھ باندھا کرتے تھے یہ تو نصوص حدیثیہ ہیں جن کو صحابہؓ نے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے سو جماعت انبیاء افضل المومنین ہیں جو کہ نمازوں میں ہاتھ باندھا کرتے تھے اور شہادت اس کی محمد صلے اللہ علیہ وسلم دیتے ہیں۔ اور خود بھی امت کو اسی بات کا ارشاد کیا جیسے کہ بخاری کی حدیث سے ظاہر ہوتا ہے تو مومنین کی افضل جماعت کا طریق ومذہب وسبیل ہاتھ باندھنا قرار پایا۔ اور مانعین کے پاس سوائے خیالی پلاؤ کے کچھ نہیں۔

صحیحین کی حدیث سے ثابت ہے کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم رکوع کے بعد اتنا قیام کرتے تھے کہ صحابہ کو خیال ہوتا تھا کہ آپ بھول گئے۔ اور صحیح مسلم کی حدیث خسوف میں ہے کہ آپ نے رکوع کے بعد اتنا لمبا قیام کیا کہ اجنبی اگر اس قیام میں آکے شامل ہوتا تو یہ کہتا کہ آپ نے رکوع ہی نہیں کیا۔

اب ہم کہتے ہیں کہ بعد رکوع کے آپ نے رفع یدین کیا یعنے کندھوں تک ہاتھ اٹھائے اس کو تم تسلیم کرتے ہو تو ہم تم سے پوچھتے ہیں کہ آپ نے اس کے بعد کیا کیا۔ یا تو حدیث سے ثابت کرو یا جماعت صحابہؓ سے بتصریح ثابت کرو۔ کسی کے قیاس اور رائے سے ہمیں کچھ کام نہیں۔ بجز اس کے تم کچھ نہیں کہہ سکتے کہ اس بارے میں کوئی حدیث نہیں آئی اور شارع کا بیان اس رکن کی تفصیل سے قاصر رہا اور دین کی تکمیل میں بٹہ لگاؤ گے۔ اس صورت میں اس عیب کے چھپانے کے لئے رواج کو سند بتاؤ گے اور کہو گے اِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا عَلٰی اُمَّۃٍ وَّاِنَّا عَلٰی آثَارِھِمْ مُقْتَدُوْنَ۔ ہمنے اپنے اسلاف کو ایک طریق پر پایا ہے اور ہم انہیں کے آثار کی پیروی کرنے والے ہیں۔ اور اسی کا نام اجماع ہے جس کو حجت شرعیہ قرار دیا گیا ہے۔

• اجماع کے حجت ہونے کے بارے میں نہ تو کوئی آیت آئی ہے اور نہ کوئی صحیح حدیث۔ اور بعد رکوع کے ہاتھ چھوڑنے پر اجتماع امت محمدیہ کس نے نقل کیا ہے اس کی نقل بصحت سند پیش کیجئے۔ اجی حضرت اجماع امت کسی چیز پر ثابت کرنا محال ہے اور دعوے اجماع رجم بالغیب ہے اور لوگوں کی کثرت کو حجت قرار دینا امر ظنی اور تخمینی ہے نہ یقینی وشرعی۔ اللہ تعالے فرماتا ہے وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِی الْاَرْضِ یُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ ھُمْ اِلَّا یَخْرُصُوْنَ اور اگر تو زمین کے اکثر لوگوں کی پیروی کریگا تو وہ تجکو اللہ کی راہ سے بہکا دینگے اس لئے کہ وہ (اکثر) صرف گمان کے پیرو ہوا کرتے ہیں۔ اور صرف اٹکل لڑایا کرتے ہیں (نظری ونصی دلائل سے ان کو سروکار نہیں ہوتا) لیجئے یہ حقیقت آپکے اجماع کی ہے جس کو آپ نے سبیل المومنین قرار دیا ہے۔ بمقتضا آپ کے طریق کے اگر آدمی ہندوستان میں رہے یا عراق وغیرہ میں تو حنفی مذہب اختیار کرے اور اگر مصر وبصرہ وغیرہ میں رہے تو شافعی ہو جاوے۔ اور مغرب میں رہے تو مالکی ہو جاوے نجد وغیرہ میں رہے تو حنبلی ہو جائے اجماع کی اس سے زیادہ ذرہ بھر بھی وقعت نہیں ہے[ط] اور بہت سے اجماعوں کی شمول کرنے سے آدمی اتباع سنت سے محروم ہو جاتا ہے۔ کتاب وسنت کے سوا سب کچھ ہیچ ہے نہ تو نور الانوار میں کچھ دھرا ہے نہ تفسیر نیشاپوری میں، آیت محکمہ وسنت صحیحہ کو لازم پکڑو۔ عموم نصوص کو اپنے مقام پر رکھو مطلق کو اپنے اطلاق پر رکھو۔ اپنے قیاس کو مخصص ومقید مت بناؤ۔ لغات صحیحہ وآیات محکمہ وفرائض عادلہ وسنن قائمہ ثابتہ کو ہر وقت پیش نظر رکھو سب تفرق دور ہو جائیگا اور دائرہ رحمت ایزدی میں داخل ہو جاؤ گے۔

جب آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ صلوا کما رایتمونی اصلے تم اس طرح نماز پڑھو جس طرح تمنے مجھے نماز پڑھتے دیکھا ہے، تو صحابہ نے آپ کی اقتدا کی آپ کی نماز کے مطابق اور تابعین نے صحابہ کی اقتدا کی لیکن تطبیق فی الرکوع میں عبد اللہ بن مسعود کی اقتدا نہیں کی۔ کیونکہ تطبیق فعل منسوخ تھا اور آپ نے صحابہ کو یہ حکم نہیں دیا کہ تم اپنی اقتدا میری میری مخالفت میں کراؤ۔ کوئی ذو عقل سلیم ایسا خیال نہیں کر سکتا۔ اور نہ ان کی اقتدا معوذتین کے کھرچنے میں کی قرآن مجید میں سے اور نہ جنب معذور کے عدم تیمم میں۔ کیونکہ اللہ تعالے فرماتا ہے وَجَعَلْنَا ھُمْ اَئِمَّۃً یَّھْدُوْنَ بِاَمْرِنَا اور بنایا ہم نے ان کو پیشوا ہدایت کریں ہمارے حکم کی۔ یہ نہیں کہ اپنا حکم بتائیں اور اپنی تقلید کرائیں یا سوائے شارع علیہ السلام کے کسی اور کی۔

اور صحیحین میں ہے مرفوعاً علی المرء المسلم السمع والطاعۃ فیما احب وکرہ الا ان یومر بمعصیۃ فاذا امر بمعصیۃ فلا سمع ولا طاعۃ مسلمان آدمی پر لازم ہے امیر کی سماعت اور اطاعت خواہ اس کو گوارا ہو یا ناگوار ہو مگر اس وقت نہیں جب کہ معصیت کا حکم دیا جاوے۔ پھر جب معصیت کا حکم دیا جاوے تو کوئی سماعت اور اطاعت اس کے ذمے نہیں ہے۔ چونکہ آپ نے نور الانوار اور تفسیر نیشاپوری او ماکلیل سیوطی

ط مولانا۔ معاف فرمائیے بحث اصولی ہے یعنی نفس مسئلہ اجماع پر ہے آپ اس کی فروع میں چلے گئے یہ تو کسی بات کا اظہار رنج ہے جس کا یہ موقع نہیں (اڈیٹر)

ط جناب کسی مخالف کی رائے کی تردید کرنے سے پہلے اس کا سمجھنا ضروری ہے۔ اجماع اسکا نام نہیں کہ ایک ملک والے متفق ہو جائیں بلکہ ساری امت متفق ہو اسپر آپ کا یہ نقض جو آپنے وارد کیا ہے کہاں تک چسپاں ہو سکتا ہے۔ ہاں یہ کہنا موزوں ہے کہ ساری امت کا اتفاق تو ہو ہی نہیں سکتا اس کا جواب دینا قائلین کے ذمہ ہے مگر جو کچھ آپ نے کہا ہے۔ یہ بحث سے بے تعلق ہے۔ (ایڈیٹر)

وغیرہ کا نام لیا۔ اس لئے ہم بھی آپ کے لئے کتب فقہ کا حوالہ نقل کرتے ہیں۔ شرح الزاد المستقنع میں اور کشاف القناع کے جلد اول صفحہ ۱۳۱ اسرار میں اور شرح منتہی الارادات کے جلد اول صفحہ ۱۸۹ میں دیکھو امام احمد بن حنبلؒ سے تصریحاً رکوع کے بعد ہاتھ باندھنا مذکور ہے۔ یہ تینوں کتابیں فقہ حنابلہ کی ہیں اور فقہ شافعیہ میں سے بشریٰ الکریم وغیرہ میں دیکھو اس میں شافعیہ کے ایک قول میں رکوع کے بعد ہاتھ باندھنا مذکور ہے۔ اور حنفیہ کے فقہ میں بہت سی کتابیں اس سے مالا مال ہیں۔ چنانچہ ہدایہ مطبوعہ مصطفائی کے صفحہ ۸۱ میں لفظ ھو الصحیح ملاحظہ ہو کہ اس کے حاشیہ میں قاضی امام ابو علی نسفی اور حاکم عبدالرحمن الکاتب اور امام زاہد عبداللہ الخیزری تینوں رکوع کے بعد ہاتھ باندھنے کو سنت بتلاتے ہیں اور نیز قاضی ابو یوسف بھی۔ اور بنایہ شرح ہدایہ للعینی کے جلد اول صفحہ ۶۱۱ میں علاوہ اُن کے اسمٰعیل زاہد سے بھی یہی منقول ہے۔ اور کبیری شرح منیۃ المصلی کے صفحہ ۳۰۲ میں بھی ہے۔ اور البحر الرائق شرح کنز الدقائق مصری کے جلد اول صفحہ ۳۲۰ میں امام ابو حنیفہؒ اور قاضی ابو یوسفؒ سے ہاتھ باندھنا بعد رکوع کے منقول ہے۔ اور منحۃ الخالق حاشیہ البحر الرائق کے جلد اول میں قہستانی اور جرجانی سے بھی بعد رکوع کے ہاتھ باندھنا منقول ہے اور اسی طرح فتح القدیر شرح ہدایہ کے جلد اول صفحہ ۲۱۱ اور رد المحتار حاشیہ الدر المختار کے جلد اول صفحہ ۵۰ میں بھی ہے اور سوائے ان کے اور کتب حنفیہ میں بھی موجود ہے۔ فرمائیے کہ یہ لوگ دائرہ سبیل المؤمنین میں داخل ہیں یا نہیں خصوصاً امام احمد بن حنبل اور امام ابو حنیفہ کیونکہ یہ دونوں مجتہد مانے جاتے ہیں یا یہ لوگ مومن نہیں تھے تقلید اور اجماعوں کی شمول سے استبداد اور رجحہ فی الدین باطل ہوتا ہے اس لئے یہ دونوں چیزیں بلاشک طاغوت ہیں۔ واللہ اعلم۔

(الراقم ابو الزبیر عبد العلی انصاری گنوری عفی اللہ عنہ) رجب سنہ ۴۳ھ

مذاکرہ علمیہ نمبر ۸

(بابت مسئلہ اجماع)

اخبار اہلحدیث مجریہ ۳ جمادی الاول میں مولینا ابراہیم صاحب کا مضمون دربارہ اجماع مملو از تحقیق و تدقیق نظر سے گذرا جزاھم اللہ خیر الجزاء

اس میں شک نہیں کہ کسی امتی کا قول و فعل سوائے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے حجت شرعیہ نہیں ہے لیکن یہ بات نہایت قابل غور ہے کہ تمام امت کا کسی امر پر اجتماع و اتفاق بھی قابل حجت ہے یا نہیں میرے علم ناقص میں اس امت مرحومہ کی شان اس سے بالا تر ہے کہ اس کے تمام افراد کی نسبت ایک وقت میں غلطی کا تصور کیا جاوے۔ قال اللہ تعالیٰ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا وقال تعالیٰ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ۔ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو تمام امتوں سے بہتر اور افضل فرمایا ہے اور تمام افراد امت کا ایک وقت میں غلطی میں مبتلا ہونا باعث عدم تفضیل ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے بارے میں فرماتا ہے وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰۤى اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ یعنی موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں سے ایک جماعت حق کے ساتھ ہدایت کرنے والی اور اسی کے مطابق عملدرآمد کرنے والی ہے پس جب موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں سے ایک جماعت بالکل حق کے مطابق چلنے والی رہی تو اس امت کیلئے ضروری ہوا کہ ہر زمانہ میں ایک جماعت حق پر چلنے والی غلطی سے الگ رہنے والی ہووے اگر ہر زمانہ میں ایک فرد بھی ایسا نہ ہوگا جو کہ غلطی سے علیحدہ ہو تو یہ امت خیر الامم نہ ہوگی حالانکہ اس کو اللہ پاک نے خیر الامم فرمایا ہے۔ دوسری جگہ ارشاد ہے وَمِمَّنْ خَلَقْنَاۤ اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ یعنی ہماری مخلوق میں سے ایک جماعت سچائی پر چلنے والی اور حق بتلانے والی ہے پس جب ایک جماعت حق پر چلنے والی ہمیشہ رہتی ہے۔ جیسا کہ حدیث لا تزال طائفۃ من امتی علی الحق لا یضرھم من خذلھم میں مذکور ہے۔ تو یہ ضروری ہوا کہ اُن کا اتفاق خطا پر نہ ہو ورنہ اُن پر جملہ يَهْدُوْنَ بِالْحَقِّ صادق نہ آوے گا اور یہ کہنا کہ خطا پر مواخذہ نہیں ہوتا لہٰذا وہ حق کے خلاف نہیں صحیح نہیں اس لئے کہ خطا پر مواخذہ نہ ہونے سے اس کا حق ہونا ہرگز لازم نہیں آتا خطا اور نسیان کا معاف ہونا امر دیگر ہے اور اُن کا حق ہونا امر دیگر دونوں میں بین بون ہے کما لا یخفی اور آیہ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ کی بابت مولوی ابو داؤد تحریر فرما چکے ہیں لہٰذا مجھکو اس میں خامہ فرسائی کی زیادہ ضرورت نہیں۔ اس قدر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ واقعی جب اعمال ایمان میں داخل ہیں جیسا کہ اہلحدیث کا مذہب اور قرآن و حدیث سے ثابت ہے تو یہ بات لامحالہ تسلیم کرنی ہوگی کہ کسی عمل میں بھی جمیع مومنین کی مخالفت جائز نہیں ہے اس لئے کہ وہ عمل ایمان کی شاخ اور جزو مانا گیا ہے اور حدیث لا تجتمع امتی علی ضلالۃ اگرچہ رتبہ صحت کو نہیں پہنچی۔ جیسا کہ مولانا ابراہیم صاحب نے تحریر فرمایا ہے لیکن اس کی مؤید چند روایتیں ہیں اس لئے قابل احتجاج ہے ایک روایت ترمذی میں ہے جو کہ ۵ رجب کے پرچہ اہلحدیث میں بمضمون مولانا ابو داؤد صاحب درج ہوئی دوسری روایت جس کا ذکر مولوی ابو داؤد نے چھوڑ دیا ابو داؤد میں ہے ان اللہ عزوجل اجارکم من ثلث خلال ان لا یدعو علیکم نبیکم فتھلکوا جمیعا وان لا یظھر اھل الباطل علی اھل الحق و ان لا تجتمعوا علی ضلالۃ رواہ ابو داؤد وکذا فی المشکوٰۃ۔ باب فضائل سید المرسلین .... اور تیسری روایت دارمی میں ہے جس کے الفاظ یہ ہیں وان اللہ عزوجل وعدنی فی امتی واجارھم من ثلث لا یعمھم بسنۃ ولا یستاصلھم عدو ولا یجمعھم علی ضلالۃ یعنی اللہ عزوجل نے میری امت کے بارے میں مجھ سے وعدہ فرمایا ہے اور ان کو تین چیزوں سے پناہ دی ہے ایک تو یہ کہ اُن سب پر ایکدم عام قحط نہ بھیجیگا۔ دوسرے یہ کہ اُن کا دشمن اُن کو بالکل تباہ و برباد نہ کریگا۔ تیسرے یہ کہ اُن کو

گمراہی پر جمع نہ کرے گا۔ یہاں پر لفظ ضلالت عام ہے خواہ عقائد میں ہو اور خواہ اعمال میں ہو اصول میں ہو یا فروع میں ہو یہ نہیں کہ شرک وکفر ہی مراد ہو جیسا کہ وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدٰى میں ضلالت سے مراد شرک و بدعت نہیں ہے۔ اس کی مؤید بعض روایات ہیں جن میں ضلالۃ کی جگہ لفظ خطأ واقع ہے۔ اور حدیث اتبعوا السواد الاعظم کو علاوہ ابن ماجہ کے حاکم وغیرہ نے بسند حسن روایت کیا ہے چنانچہ تخریج مشکوٰۃ مطبوعہ مطبع انصاری دہلی میں مذکور ہے لکن لہ شاہد عن ابن عباس عند الحاکم باسناد حسن وابن جریر والحکیم الترمذی بلفظ اتبعوا السواد الاعظم ید اللہ علی الجماعۃ من شذ شذ فی النار اس حدیث کے مخاطب اولاً صحابہ کرام ہیں۔ یعنی صحابہ کو حکم ہوا ہے کہ وہ سواد اعظم (صحابہ کی بڑی جماعت) کی پیروی کریں۔ اُن کے بعد تمام مسلمانوں کو یہی حکم ہے کہ سواد اعظم مذکور کا خیال رکھیں۔ اور سنیئے امام نسائی نے اپنی سنن میں باب منعقد کیا ہے الحکم لتفق اہل العلم اُس میں یہ موقوف روایتیں لائے ہیں عن عبد الرحمن بن یزید قال اکثروا علی عبد اللہ ذات یوم فقال عبد اللہ انہ قد اتی علینا زمان لسنا نقضی ولسنا ھنالک ثم ان اللہ عزوجل قدر علینا ان بلغنا ما ترون فمن عرض لہ منکم قضاء بعد الیوم فلیقض بما فی کتاب اللہ فان جاءہ امر لیس فی کتاب اللہ فلیقض بما قضی بہ نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم فان جاءہ امر لیس فی کتاب اللہ ولا قضی بہ نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم فلیقض بما قضی بہ الصالحون الخ قال ابوعبد الرحمن (النسائی) ھذا الحدیث جید جید دوسری روایت دوسری سند سے یہ ہے عن عبد اللہ ابن مسعود قال انہ اتی علینا ولسنا نقضی ولسنا ھنالک وان اللہ عزوجل قدر ان بلغنا ما ترون فمن عرض لہ قضاء بعد الیوم فلیقض فیہ بما فی کتاب اللہ فان جاءہ امر لیس فی کتاب اللہ فلیقض بما قضی بہ نبیہ فان جاءہ امر لیس فی کتاب اللہ و لم یقض بہ نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم فلیقض بما قضی بہ الصالحون ولا یقول احد کم انی اخاف وانی اخاف فان الحلال بیّنٌ والحرام بیّنٌ وبین ذلک امور مشتبہۃ فدع ما یریبک الی ما لا یریبک تیسری روایت عن شریح انہ کتب الی عمر یسئلہ فکتب الیہ ان اقض بما فی کتاب اللہ فان لم یکن فی کتاب اللہ فبسنۃ رسول اللہ فان لم یکن فی کتاب اللہ ولا فی سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاقض بما قضی بہ الصالحون فان لم یکن فی کتاب اللہ ولا فی سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولم یقض بہ الصالحون فان شئت فتقدم وان شئت فتاخر ولا اری التاخر الا خیراً لک والسلام علیکم

خلاصہ حضرت عبد اللہ بن مسعود و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے کلام کا یہ ہے کہ جب کسی امر کی بابت کتاب و سنت سے فیصلہ نہ ملے تو جو کچھ صالحین نے اتفاق سے فیصلہ کیا ہو اسی سے تم بھی فیصلہ کرو۔ اگر وہ بھی نہ ملے تو اجتہاد و قیاس سے کام لو۔ لیکن حضرت عمر ایسی حالت میں بھی قاضی شریح کو قیاس نہ کرنے میں سلامتی بتلاتے ہیں۔

یہاں پر اگر یہ کہا جاوے کہ صالحین کے متفقہ فیصلہ کو ماننا یہ بھی حضرت عمر وغیرہ کی رائے ہے لہٰذا ہم اس کو تسلیم نہیں کر سکتے۔ تو جواباً کہا جائیگا کہ یہ فروعی مسئلہ نہیں بلکہ اصولی ہے اور اصول صحابہ کو تسلیم کرنا ہوگا۔ غور کیجئے۔ کہ اصول محدثین کو بالاتفاق مانا جاتا ہے اور اُس کے سامنے رد و انکار سے کام نہیں لیا جاتا۔ پھر صحابہ کرام خصوصاً خلیفہ ثانی حضرت عمر رضی اللہ عنہ و حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر اصحاب کے بیان کردہ اصول کو کس طرح رد کیا جا سکتا ہے جبکہ اُس کی مخالفت کسی صحابی اور تابعی سے ثابت نہیں۔ ان روایتوں کا مؤید ایک اور اثر حضرت ابن مسعود کا ہے وہ فرماتے ہیں من کان مستنا فلیستن بمن قد مات فان الحی لا تؤمن علیہ الفتنۃ اولئک اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کانوا افضل ھذہ الامۃ ابرھا قلوبا واعمقھا علما واقلھا تکلفا اختارھم اللہ لصحبۃ نبیہ ولاقامۃ دینہ فاعرفوا لھم فضلھم واتبعوھم علی اثرھم وتمسکوا بما استطعتم من اخلاقھم وسیرھم فانھم کانوا علی الھدی المستقیم رواہ رزین۔ اس کے تحت میں تخریج مشکوٰۃ میں مذکور ہے رواہ ایضا الطبرانی فی الکبیر بخصوص ورجالہ رجال الصحیح (یعنے اسکے راوی ثقہ ہیں) خلاصہ حدیث مذکور کا یہ ہے کہ جو لوگ گزر چکے ہیں اُنکا طریقہ اختیار کرنا چاہئے۔ کیونکہ زندہ آدمی کے ساتھ فتنہ کا خوف لگا ہوا ہے اور وہ گزرنے والے صحابہ کرام ہیں اس امت میں سب سے افضل نیک دل باعلم بے تکلف تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے نبی کی صحبت کیلئے چن لیا تھا پس انکی فضیلت کو پہچانو اور ان کی اتباع کرو اور انکے اخلاق و خصائل اختیار کرو اس لئے کہ وہ سیدھی راہ پر تھے

(عبد الستار حسن عمر پوری عفا اللہ عنہ دہلی کشن گنج)

اہلحدیث۔ قاعدہ یہ ہے کہ جو کوئی کسی مذاکرہ کا محرک ہو وہی سب سے آخر اپنے پر سے اعتراضات اُٹھائے اسلئے مولوی ابراہیم صاحب کا حق ہے جو اس مذاکرہ کے اول محرک ہیں کہ یا تو وہ اپنے جوابوں کو تسلیم کریں یا جواب الجواب دیں مگر میں بغرض تنقیح چند الفاظ عرض کرتا ہوں امۃ وسطا اور خیر امت کی صفت اجتماعی ہیئت پر صادق آتی ہے یا فرداً فرداً بھی امت کو حاصل ہے کیونکہ اس میں عدالت صحابہ کا مسئلہ بھی زیر نظر ہے۔ سبیل المؤمنین کی تشریح قرآن مجید نے کیا کی ہے لا تجتمع امتی علی ضلالۃ سالبہ خبریہ ہے اس سے اجماع پر حجت لانا دلالت مطابقی سے ہے یا تضمنی یا التزامی ہے۔ اسکے جس مفہوم سے استدلال کیا جاتا ہے وہ اس قضیہ سالبہ کا عکس ہے یا نقیض عکس ہے تو مستوی ہے یا عکس نقیض سواد اعظم اور اجماع دونوں مترادف ہیں یا غیر فریقین اجماع اتباع سلف صالحین کے وجوب کی نفی پر ہیں یا جوانکی بھی نفی کرتے ہیں گو یہ تنقیحات کسیقدر مشکل ہیں مگر مسئلہ میں فریقین چونکہ ذی علم صحاب ہیں اسلئے جب تک[۱]

(۴۷)

[۱] ان تنقیحات کا فیصلہ نہ ہو محض روایت کشی مفید نہیں ہوا (ایڈیٹر)

AsliAhleSunnet.com

فتاویٰ

س نمبر ۱۹۱ - کوئی چیز اُدھار بیچنا آج کل شلاً جو دو سیر کا بھاؤ نقدی جنس ہے اور تیرہ سیر اُدھار بیچنا اس شرط پر کہ کاتک میں روپیہ دیجیو جائز ہے یا ناجائز - اور ایک سیر بکری نقدی بھاؤ سے کم دینا سود ہوتا ہے یا نہیں (خریدار ۳۲۱۶)

ج نمبر ۱۹۱ - منع نہیں جائز ہے ذیل الاوطار

س نمبر ۱۹۲ - نماز میں نیت سے پہلے صف درست کرنا اور مونڈھے سے مونڈھا ملانا اور پاؤں ایک دوسرے کے کنگوریہ انگلی سے ملانا پہلی رکعت کے واسطے ہے یا ہر رکعت میں کنگوریہ انگلی کو ملانا چاہیئے (عبد العزیز خریدار ۳۲۱۶ ار بنولا ڈاکخانہ لوکھی ضلع دربھنگہ ترائے نیپال)

ج نمبر ۱۹۲ - ہر رکعت کے واسطے اخیر نماز تک یہی حکم ہے (۲ ر داخل غریب فنڈ)

س نمبر ۱۹۳ - زید اپنے مرنے کے وقت اپنی زوجہ مسماۃ جنت بی بی و یک لڑکی مسمات محی الدین بی نامی چھوڑ گیا - بعدہٗ جنت بی بی نے لڑکی محی الدین بی کا نکاح کر دیا - چند روز کے بعد محی الدین بی اپنی ماں کے روبرو انتقال کر گئی - اب محی الدین بی کا خاوند جو محی الدین بی کے باپ کی زندگی میں سے اپنا حق طلب کرتا ہے اب زید کی زندگی میں سے اُس کی بی بی اور اُس کی بیٹی محی الدین بی اور محی الدین بی کے خاوند کو فی روپیہ کتنا حصہ دینا چاہیئے زید کی بی بی اپنے خاوند کی زندگی میں سے مہر کے سوا کتنی زندگی لینا اور بیٹی کو کتنی دینا و بیٹی کے حصہ میں سے اُس کے خاوند کو کیا دینا چاہیئے - جنت بی بی اپنی بیٹی کا مہر اپنے داماد سے لینے کی مستحق ہے یا نہیں فقط - (عبد الغنی سکرٹری مدرسۂ نسواں و کتب فروش از مقام گدگ - خریدار ۳۲۸۴)

ج نمبر ۱۹۳ - زید کے مال سے جنت بی بی کو علاوہ مہر کے آٹھواں حصہ - باقی لڑکی کو - لڑکی کے حصے میں سے نصف اُس کے خاوند کو (اگر خاوند کے ذمے مہر ہو تو وہ بھی ملایا جائیگا) باقی اُسکی والدہ کو ملیگا - یعنی فی روپیہ بعد مہر ۹ ر جنت بی بی کو اور ۷ ر لڑکی کے خاوند کو - یہ تقسیم کل مال کی ہوگی

س نمبر ۱۹۴ - کسی شخص کی فجر کی سنت چھوٹ گئی - بعد نماز فجر فرض وہ شخص کون سے وقت سنت پڑھے -

ج نمبر ۱۹۴ - چاہئے بعد ادائے نماز فرض پڑھ لے یا بعد طلوع آفتاب - دونوں طرح جائز ہے ترمذی میں روایت ہے (۲ ر داخل غریب فنڈ)

س نمبر ۱۹۵ - اگر مسجد کے لوٹے کے اندر کوا جو کہ خود نجس اور اپنی چونچ پیشاب پاخانہ کے اندر ڈال کر نجس کر لیتا ہے چونچ ڈال دے تو کیا وہ برتن مثل لوٹے وغیرہ کے پاک رہتے ہیں یا ناپاک - (ابو محمد عبد اللہ ساکن موضع بیلی ڈاکخانہ کانٹھ ضلع مراد آباد خریدار ۳۶۹)

ج نمبر ۱۹۵ - مشکوک صورت ہے شک میں حکم نہیں لگایا جا سکتا - ناپاک چونچ ڈالتا ہے تو پانی میں بھی ڈالتا ہے جہاں وہ چونچ دھل بھی جاتی ہے - اس لئے برتن پر ناپاکی کا حکم نہیں لگایا جا سکتا - ہاں احتیاطاً دھو ڈالنا چاہیئے - (۲ پائی داخل غریب فنڈ)

س نمبر ۱۹۶ - ایک شخص نے ایک شخص کو کہا کہ ایک کارڈ مجھے لادو - اُس نے کہا کہ تم ایک سادہ کارڈ لے آؤ اور یہ ہمارے پاس ایک ٹکٹ ہے یہ لیلو - ایک شخص نے اُسے منع کیا کہ مت دو پھر اُس شخص نے جس نے کہ منع کیا تھا وہ قرآن و حدیث پڑھا ہوا ہے اور اُس کے استاد کے پاس یہ مقدمہ لایا گیا - اُس نے جو شخص ٹکٹ دیتا تھا اُس سے دریافت کیا کہ تم کس نیت پر دیتے تھے - اُس نے کہا کہ میں للّٰہ دیتا تھا - پھر اُس نے پوچھا کہ تم صدقہ نفلی یا فرضی دیتے تھے اُس نے کہا کہ مجھے نفلی یا فرضی کا کوئی علم نہیں ہے میں للّٰہ دیتا تھا - اور وہ منع کرنے والے کا حقیقی برادر ہے اور جس کو دیتا تھا وہ قوم کا سید تھا - دونوں ایک جگہ کام کرنے والے تھے - اور پھر جو کہ منع کرنے والا شخص تھا اُس سے دریافت کیا کہ تم نے کیوں منع کیا - اُس نے کہا کہ تم مجھ سے غریب نہیں ہو اور سید ہو اس واسطے منع کرتا ہوں - سوال کنندہ کے پاس اُس وقت پیسہ نہ تھا - اُس کے منع کرنے سے اُس کا کتنا نقصان ہوا ہو گا - اس بارے میں علمائے دین کیا فیصلہ کرتے ہیں (الراقم محمد رمضان خریدار اہلحدیث کارخانہ دھاریوال)

ج نمبر ۱۹۶ - ایک ہوتا ہے صدقہ ایک ہوتا ہے احسان اور مروت ، صدقہ کی پہچان یہ ہے - کہ جس شخص کو دیا جائے اُس کی خصوصیت کا لحاظ دل میں نہیں ہوتا بلکہ محض فی سبیل اللہ دینا مقصود ہوتا ہے لینے والا چاہے کوئی ہو مثلاً ایک شخص زکوٰۃ یا صدقہ فطر دینا چاہے - اُس کے لینے والا کوئی ہو اُس کو دیدیتا ہے - احسان و مروت کی صورت میں یہ ہوتا ہے کہ خاص اُس شخص کی طرف توجہ ہوتی ہے جس کو دیتا ہے گو اُس میں بھی ثواب کی نیت ہوتی ہے مگر اُس کی شخصیت مقدم ہوتی ہے - صورت مرقومہ میں صورت ثانیہ ہے صورت اولیٰ نہیں اس لئے جائز ہے چاہے سید ہو یا قریشی سب کو جائز ہے - (۶ پائی داخل غریب فنڈ)

س نمبر ۱۹۷ - اگر بہت سے طالب علم ایک جگہ دینی تعلیم پاتے ہوں اور وہ بھی بھیک مانگ کر کھاتے ہوں تو اُن کو جائز ہے یا نہیں (عبد المجید خلف الرشید مولوی عبد الحمید صاحب مرحوم سوہدرہ ضلع گوجرانوالہ)

ج نمبر ۱۹۷ - پنجاب کے دیہات میں طالب علم جس طرح بھیک مانگتے ہیں یہ قریب قریب اُس صورت کے ہے جو ہندوستان کے مدارس میں کھانے مقرر ہوتے ہیں - اس لئے جائز ہے -

س نمبر ۱۹۸ - جو شخص مسلمان ہو کر بہت سے وعدے توڑ دیوے تو شرع میں اُس کی کوئی سزا ہے یا نہیں - (ایضاً)

ج نمبر ۱۹۸ - خلاف وعدہ کرنے والا ایک قسم کا منافق ہے - حدیث شریف میں یہ آیا ہے - (آر داخل غریب فنڈ)

AsliAhleSunnet.com

متفرقات

شکریہ } میرے والد مرحوم مولوی پیر محمد اہلحدیث بلکہ اہلحدیث کی مسجد کٹڑہ حکیماں امرتسر کے امام تھے۔ ان کے بعد ہم دو بھائی یتیم اور ایک والدہ رہے۔ ہم دونوں سکول میں پڑھتے ہیں۔ تنگیٔ معاش کیوجہ سے مینے اہلحدیث مورخہ ۲۳ اپریل میں وظیفہ کی درخواست لکھائی تھی جسپر دو صاحب متوجہ ہوئے مگو وظیفہ ماہوار تو نہیں ہوا تاہم انکی مہربانی کا شکریہ ہے کہ انہوں نے نقد رقم سے ہمکو قوت پہنچائی۔ منشی غلام جیلانی صاحب از لپٹ ۵ر اور دوسرے صاحب نبی از پشاور عمہ مرحمت فرمائے۔ جزاہم اللہ

امید ہے کوئی صاحب ہماری یتیمی اور تعلیمی ضرورت پر خیال کرکے مستقل وظیفہ بھی مقرر فرمادیں گے تو تعجب نہیں۔ خاکسار عبدالرب ولد مولوی پیر محمد مرحوم امرتسر کٹڑہ حکیماں

اہلحدیث کانفرنس } کا آئندہ سالانہ جلسہ بنارس میں قرار پایا ہوا ہے۔ اہالیٔ بنارس نے سب کام طیار کر رکھا ہے۔ اس لئے بڑی بے تابی سے جلسہ کی تاریخوں کا انتظار کر رہے ہیں۔ غالباً اخیر فروری میں ہوگا۔ بشرطیکہ ہولیاں ان ایام میں نہ ہوں۔ مقامی لحاظ سے جو تاریخ مناسب ہوگی۔ مقرر کی جاویگی۔

سنہ ۱۶ء کا جلسہ تو بنارس میں ہے۔ اہلحدیث سنکر خوش ہوں گے۔ کہ ابھی کانفرنس کی قبولیت ہے۔ کہ سنہ ۱۷ء کا جلسہ بھی ایک مشہور شہر میں مقرر ہوگیا ہے جن کے شوق کی حد اسی سے معلوم ہوسکتی ہے۔ کہ انہوں نے بہت اصرار کیا۔ کہ بنارس سے پہلے یہاں ہو جواب دیا گیا۔ کہ اہلحدیث کانفرنس کا جلسہ حدیث کے خلاف نہیں ہوسکتا کیونکہ حدیث میں آیا ہے جس کی دعوت پہلے ہو۔ اسکو پہلے قبول کیا جاوے۔ ناظرین منتظر ہوں گے کہ سنہ ۱۷ء کا جلسہ کہاں ہوگا؟ اس لئے انکو زیادہ دیر بیتابی میں نہ رکھنے کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سنہ ۱۷ء کا جلسہ جبلپور میں ہوگا۔ جبلپور کے معزز مسلمانان کے اصرار اور اشتیاق پر شوریٰ نے شرف قبولیت بخشکر طے کرلیا ہے۔ کہ جلسہ بنارس کے بعد جبلپور میں جلسہ ہو۔

میں خدا کی ذات پر بھروسہ کرکے کہہ سکتا ہوں۔ کہ اہلحدیث کانفرنس کو قوم میں وہ قبولیت ہے کہ دس بیس سالوں کے جلسوں کی دعوتیں یک وقت میں جمع ہوجاویں۔ ذالک من فضل اللہ علینا وعلی الناس ولکن اکثر الناس لا یشکرون۔

جبلپور کا مباحثہ } بخیر وخوبی ختم ہوا۔ مسلمانوں نے اپنی شرافت اور متانت کا ثبوت کافی دیا الحمدللہ۔ گذشتہ پرچہ میں لکھا گیا تھا کہ میرے ساتھ غازی محمود (دھرمپال) بھی ہونگے۔ مگر وہ کسی خاص وجہ سے نہ گئے۔ نہ مولوی ابراہیم صاحب جاسکے بحکم ؎

بلائیں زلف جاناں کی اگر لیتے تو ہم لیتے

پنجاب سے میں ہی اکیلا گیا۔ گو راستہ بھر تنہائی کی تکلیف ہوئی۔ مگر میرے پاس ایک سہل نسخہ ہے جسکو میں استعمال کرتا ہوں تو خلوت میں جلوت ہوجایا کرتی ہے وہ یہ ہے کہ ؎

دل کے آئینے میں ہے تصویر یار
جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

درخواست کتاب } میں ایک غریب آدمی ہوں۔ آمدنی بالکل محدود ہے۔ مگر شوق کتاب بہت زیادہ ہے کوئی صاحب مترجم مشکوٰۃ اس خاکسار کو عنایت کریں۔ تو ہمیشہ کے لئے انکو ثواب پہنچتا رہے گا۔ خادم محمد الدین معلم صدر بازار راولپنڈی محلہ بکر قصاب

تلاش عزیز } ۲۱ جمادی الاول یوم شنبہ کو عزیز ابراہیم جو کہیں بعد مغرب باہر نکلا۔ اب تک پتہ نہیں۔ عمر ۷ برس۔ باپ کا نام محمد تراب خاں ساکن بھوپال ہے۔ کسی صاحب کو نشان معلوم ہو۔ تو بعد اطلاع فرمادیں۔
خاکسار محمد اسحٰق کتب فروش بھوپال۔ چوک

یادرفتگان } میری والدہ ۲۹ مئی کو فوت ہوگئی۔ خاکسار بہادل بخش ساہو والہ ضلع سیالکوٹ

میرے والد کے محب مخلص مولوی محمد خاں صاحب جو بڑے متقی تھے۔ فوت ہوگئے۔ خاکسار نور محمد زرگر فیروزپور

ناظرین سے التماس ہے۔ کہ مرحوموں کا جنازہ غائب پڑھیں اور دعا مغفرت کریں۔ اللہم اغفرلہم وارحمہم برحمتک یا ارحم الراحمین

ناظرین اخبار } خدا کے لئے مجھ غمگین اور بیکس کی ذرہ کوشش کر عنداللہ ماجور ہوتے جاؤ۔ واللہ کتنے غمزدوں اور مہجوروں کے روئیں روئیں زبان حال سے آپ لوگوں کو دعا دیں گے۔

خلاصہ۔ میرے پیارے بڑے بھائی جان مسمی عبدالستار و ایک بھانجہ نور چشم مسمی عبدالسبحان مع اپنی اپنی اہلیہ اور ایک دو سالہ بچی تعداد ۵ شخصوں کے عرصہ ڈیڑھ ماہ سے مفقود ہیں کئی مقام پر خطوط گئے۔ مگر ہیئے سے ناکامی ہوئی۔ للہ آپ لوگ حلیہ ذیل کو مد نظر رکھکر میرے پیاروں مفقودوں کے پتہ سے مجھ مہجور کے اوپر احسان رکھکر مشکور فرماؤ۔ انشاء اللہ عنداللہ آپ لوگ احسن اجر بالضرور پائیں گے۔

حلیہ

عبدالستار۔ عمر ۳۰ سال۔ قد قدرے دراز۔ قدرے جسیم۔ رنگ گندمی۔ داڑھی گھنی مربع پیشانی پر آثار نماز پوشش پاجامہ۔ کرتہ و شیروانی

عبدالسبحان عمر ۲۰ سال قد اوسط جسم اوسط رنگ گندمی۔ سبزہ آغاز سے کچھ زیادہ داڑھی کے بال۔ پوشش ایضاً۔ ہمراہ دو عورتیں اور ایک لڑکی دو سالہ۔ جملہ پانچ کس۔ پیارے بھائی جان اگر اللہ یرحم اہلحدیث کو آپ تک پہنچا دے۔ تو للہ خدا کے لئے ذرا اپنی مشرح کیفیت سے مع پتہ کے آگاہ کرو بخدا فدا بھی تکلیف نہ کرنا۔ اور ہم پر رحم کرنا

(عبدالوہاب بانسی ضلع بستی مدرسہ احمدیہ)

نہایت ضروری التماس } کہ میرا چھوٹا بھائی یاد داؤد علی عمر قریباً ۴۰ سال۔ چوڑا چہرہ داڑھی ندارد فربہ جسم۔ سر پر پرانی رومی ٹوپی۔ بدن پر قمیص اور

AsliAhleSunnet.com

انتخاب الاخبار

جنگ کے متعلق مجمل اور صحیح خبر تو صرف یہ ہے کہ ہر طرف ہو رہی ہے لیکن یکم جون سے ۱۳ جون تک جو خبریں ہندوستان میں موصول ہوئی ہیں اُنکا خلاصہ حسب ذیل ہے:-

چند ایک ماہی گیر کشتیاں اور تجارتی جہاز جرمن آبدوز کشتیوں نے بحیرہ شمال میں ڈبو دئیے۔

روسیوں کی آبدوز کشتیوں نے بحیرہ بالٹک میں جرمن جنگی جہازوں پر تارپیڈو پھینکے جن سے ایک جنگی جہاز بے کار ہو گیا۔ نیز ایک بڑا جرمن جہاز باربرداری غرق کر دیا گیا۔

جرمنوں کی آبدوز کشتی نے روسی جہاز باربرداری نینسی کو غرق کر دیا۔

روسیوں کی سرکاری اطلاع مظہر ہے کہ ایک روسی آبدوز کشتی نے ایک جرمن تباہ کن جہاز کو غرق کر دیا۔ اور ایک جرمن جہاز ایک سرنگ سے اُڑ گیا۔ (۷۱۸)

بحیرہ بالٹک میں دو جرمن آبدوز کشتیوں کو بھی سخت نقصان پہنچا۔

ایک اطالوی آبدوز کشتی نے ٹریسٹ کے قریب ایک آسٹروی تباہ کن کشتی کو غرق کر دیا۔

ایک جرمن آبدوز کشتی بحیرہ شمال میں غرق کر دی گئی۔ اور اس کے چھ افسر اور ۲۱ ملاح گرفتار کر لئے گئے۔

ایک فرانسیسی سرنگیں بچھانے والا جہاز دردانیال کے قریب سرنگ سے اُڑ گیا۔

ہوائی جنگ میں بھی آج کل بڑی سرگرمی پائی جاتی ہے۔ اور متخاصمین کے جنگی جہاز ایک دوسرے پر حملے کر رہے ہیں۔

انگریزی ہوا بازوں نے جرمن ہوائی جہازوں کے کارخانوں پر بم گرا کر سخت نقصان پہنچایا اور نیز ایک دو جرمن ہوائی جہازوں کو بھی نیچے گرا کر تباہ کر دیا۔

فرانسیسی ہوائی جہازوں نے ولیعہد جرمنی کے ہیڈ کوارٹر پر ۸۰ بم گرائے۔

ایک آسٹروی ہوائی جہاز نے ایک اطالوی ہوائی جہاز کو تباہ کر دیا۔

ایک آسٹروی ہوائی جہاز نے وینس (اٹلی) پر اور ایک اطالوی ہوائی جہاز نے پولا (آسٹریا) پر بم گرائے۔

انگریزی آبی ہوائی جہازوں نے گیلی پولی کے مقام عقبش پر بم گرائے۔

روسی اعلان مظہر ہے کہ انہوں نے غرق شدہ ترکی جنگی جہاز مجیدیہ کو تیرا لیا ہے۔

جزیرہ نمائے گیلی پولی میں ترکی اور متحدہ افواج میں سخت لڑائی ہو رہی ہے۔ انگریزی کمانڈر انچیف نے مزید کمک طلب کی ہے۔

صوبہ گلیشیہ میں آسٹروی اور جرمن فوجوں نے پرزمیسل پر پھر قبضہ کر لیا ہے۔

روسی کہتے ہیں کہ پرزمیسل سے انہوں نے تمام توپیں نکال لی ہیں۔ اور پرزمیسل پر قبضہ رکھنا غیر ضروری تھا کیونکہ اس کے تمام قلعے سابقہ لڑائی میں تباہ ہو چکے تھے۔

مسٹر لائڈ جارج وزیر سامان حرب نے سامان حرب کے کارخانوں کے مزدوروں کے سامنے تقریر کرتے ہوئے بیان کیا کہ روس کو قلت سامان حرب کی وجہ سے یہ شکست ہوئی ہے۔

پولینڈ میں بھی جرمن اب زہریلی گیسیں استعمال کر رہے ہیں۔ چنانچہ ایک مقام پر اس گیس کے اثر سے بہت سے انسان و حیوانات ہلاک ہو گئے۔

ایک جرمن افسر لکھتا ہے کہ خدا کی عنایت ہے کہ ہمیں گیس کی صورت میں ایک کاری حربہ ہاتھ آ گیا ہے جس سے ہم دشمن کو تباہ کر رہے ہیں۔

بلجیمی جنرل ڈی وٹ جو ابھی روس سے واپس آیا ہے روسی سپاہ کو دنیا کی سب سے جری فوج بتلاتا ہے۔ اور اُن کی اپسپائی سے کسی قسم کا اظہار خوف نہیں کرتا۔

صوبجات بالٹک میں جرمن عظیم جنگ کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ روسیوں نے مقام شاولی کے قریب اپنی فوج فراہم کی ہے۔

اٹلی (اطالیہ) کا بیان ہے کہ اس کے مقابلہ پر آسٹریا کی نکمی فوجیں ہیں۔

اٹلی کی فوجیں آسٹروی علاقہ میں پیشقدمی کر رہی ہیں اور انہوں نے شہر مون خاکن پر قبضہ کر لیا ہے۔

مغربی میدان جنگ میں اتحادی فوجوں نے متعدد مقامات پر فتوحات حاصل کیں۔ فرانسیسی فوجیں جارحانہ کارروائی کر رہی ہیں۔

مسٹر اسکوئتھ وزیر اعظم انگلستان نے انگریزی خط تصادم کی چار دن سیر کی اور دوربین کے ذریعے لڑائی کی کیفیت دیکھی۔

لندن کی عدالت نے ایک جرمن جاسوس کو سزائے موت اور دوسرے کو سات سال قید کی سزا دی ہے۔

شملہ کا تار مظہر ہے کہ انگریزی فوجوں نے بصرہ کے علاقہ میں مقام عمارہ پر قبضہ کر لیا ہے۔

شاہ یونان کی حالت اب روبصحت ہے اُن کی ایک پسلی کو کاٹنا پڑا۔

ارل سٹینہوپ نے جو میدان جنگ سے رخصت لیکر واپس آئے ہیں دیوان خاص میں بیان کیا کہ عام طور پر فرانسیسی اپنی ۷۵ ملی میٹر دہانگی توپوں اور برطانی اپنی رائفلوں کی آتشباری سے اپنے مورچوں پر قائم ہیں۔ فرانسیسی طریقہ میں گولہ بارود کا بہت صرف ہے اور ہمارے طریقہ میں جانیں بہت ضائع ہوتی ہیں۔

مسٹر برائن وزیر عظم ریاستہائے متحدہ امریکہ نے استعفا دیدیا ہے۔

استعفےٰ کی وجہ یہ ہے کہ پریزیڈنٹ ولسن نے جو نوٹ جرمنی کو بھیجنا چاہا تھا مسٹر برائن کو اس سے اختلاف ہے۔

مسٹر برائن جرمنی کو کسی قسم کا الٹی میٹم بھیجا جانے کے بالکل مخالف رہے ہیں۔

سیلون میں بدھوں اور مسلمانوں میں سخت فساد ہوا جس میں کئی ایک جانوں کا نقصان ہوا اور کئی ایک آدمی مجروح ہوئے ٭

AsliAhleSunnet.com

شفاخانہ یونانی گوجرانوالہ کے مجربات

حبوب دافع جریان و کثرت جنابت

ان حبوب کے استعمال سے لاعلاج کثرت جنابت دور ہو جاتا ہے۔ ضعف دل اور دیگر کمزوریوں کے لئے نہایت مفید گولیاں عمر

روغن ضماد - اس کے استعمال سے وہ امراض جو جوانی کی بد احتیاطیوں سے پیدا شدہ ہوں۔ دور ہو جاتے ہیں عہ

حبوب بواسیر ہر قسم

بادی و خونی ہر قسم کی بواسیر کے لئے اکسیر ہے عہ

سرمہ مقوی چشم

اس سرمہ کے استعمال سے دھند۔ جالا۔ غبار۔ پانی بہنا وغیرہ دور ہو کر علاوہ عینک لگانے کی عادت دور ہو جاتی ہے عمر

دوائی خارش ہر قسم

اس دوائی کے استعمال سے ہر قسم کی خارش دور ہو جاتی ہے۔ اس میں خاص صفت یہ ہے کہ خارش کہیں ہو صرف ہاتھوں پر ملنے سے آرام ہو جاتا ہے فی تولہ ۸/

ملنے کا پتہ

منیجر شفاخانہ یونانی چشمہ چوک گوجرانوالہ

اسرار قرآنیہ ۲۶/۳

و

برکات روحانیہ

یہ کتاب پنجابی نظم میں شرک و بدعت کی تردید میں گویا تقویۃ الایمان ہے۔ رسومات شادی۔ غمی کی کافی اصلاح کی گئی ہے منتر بعض بیماریوں کے نسخے اور دوستوں سے ملاپ اور دشمنوں سے حفاظت کی دعائیں بھی درج ہیں۔ اہلحدیثوں خصوصاً واعظوں کے لئے نہایت کارآمد مفید کتاب ۱۰/

ملنے کا پتہ

میر محمد واعظ (دفتر اہلحدیث) امرتسر

اشتہار کتب ۲/۱

آج کل ہمارے پاس مفصلہ ذیل کتابیں برائے فروخت موجود ہیں۔ اور اخیر رمضان شریف تک بجائے اصلی قیمت کے رعایت کے ساتھ بھیجی جاویں گی

نام کتاب	زبان	اصلی قیمت	رعایتی مع محصول
قیام اللیل تمام رمضان کتاب الوتر لمحمد بن نصر مروزی رح	عربی	۱۲/	۱۰/
ہدیۃ الاخوان ببیان دعوت یدعو بہا اہل القرآن	ترجمہ اردو	۱۰/	۸/
حزب اعظم نصف تقطیع ۲۲/۲۹ با اعراب	"	۵/	۴/
تیسیر القاری شرح بخاری جلد پنجم مع شیخ الاسلام	فارسی	۱۳/	عگ ۲/
" جلد ششم	"	۱۳/	عگ ۶/
سوانح غزنویہ		۶/	۵/
قصیدہ محمدیہ در اشعار عربیہ	ترجمہ اردو	۳/	۲/
شرح خمسین لابن رجب حنبلی	عربی	۸	عم ۷
تفسیر الثقلین للسید احمد حسن بریلوی	اردو	۹ پائی	۲ پائی
سوانح احمدی محمد جعفر تھانیسری	"	عگ	عم ۱/

عبد الغفار تاجر کتب شہر ملتان محلہ قدیر آباد

اسلام کی عظیم الشان فتح

مصنفہ غازی محمود (دھرمپال) بی اے ایڈیٹر المسلم لدھیانہ

آریہ سماج کے مشہور و معروف مصنف مہاشہ دھرمپال بی اے نے مذہبی دنیا کی سیر و سیاحت کے حالات قلمبند کرتے ہوئے اس بات کا اظہار کیا ہے کہ مختلف مذاہب اور خاص کر آریہ سماج میں عرصہ دراز تک رہنے کے بعد انہوں نے آخرکار اسلام کیوں قبول کر لیا۔ کتاب آٹھ حصوں میں ختم ہوئی ہے۔ ہر ایک حصہ کی قیمت ۲/ ہے۔ مکمل جلد کی قیمت مع محصول ڈاک ۱ روپیہ ہے۔ ملنے کا پتہ

منیجر المسلم لدھیانہ (پنجاب)

مفتی کتابیں بالکل تمام ہو گئیں

واضح ہو کہ الشرب الوردی و فتح الغفور و تمہید الثقات۔ حسب منشا مفت کتابوں کا اشتہار مشتہر شائع کیا گیا تھا۔ یہ سب کتابیں بالکل تمام ہو گئیں لہٰذا آئندہ سے کوئی صاحب ان سب کتابوں یا کسی کتاب کے لئے ٹکٹ نہ بھیجیں فقط

المشتہر منیجر سعید المطابع پریس محلہ دارانگر شہر بنارس

تحفہ آریہ سماج

معروف

آریہ سماج کی پول

یہ کتاب ابو عبد العزیز صاحب رسالہ جگدیا پرشاد کی تصنیف ہے۔ یہ کتاب بڑی متانت اور تہذیب سے لکھی گئی ہے۔ آج کل نایاب تھی۔ مگر ایک دوست کے پاس سے چند نسخے ملے ہیں۔ جن لوگوں نے اس کتاب کو دیکھا ہے۔ وہ اس کی خوبی جانتے ہیں۔ جنہوں نے نہیں دیکھا۔ وہ یہ سمجھیں کہ آریہ سماج کے متعلق بہت سے معلومات کا ذخیرہ ہے۔ کتاب کی دو جلدیں ہیں ہر ایک کی قیمت عہ عم کتاب ہذا سے بعض مضامین چھانٹ کر چھوٹے چھوٹے ٹریکٹوں کی صورت میں الگ الگ بھی لئے ہیں۔ جن کے نام مع قیمت یہ ہیں۔

(۱) تردید تناسخ مادہ و روح۔ قیمت ۶/ (۲) وید کس پر نازل ہوئے عہ (۳) وید دلیل بے دلال یعنی آریوں کی غلط تفسیر میں (۴) شادی کا بیان اور اس میں آریہ سماج کا غلط اصول ۱/ (۵) مسئلہ نیوگ ۲/ (۶) ذات پات یعنی آریوں کی قوموں برہمن کھتری۔ ویش وغیرہ کا بیان کردہ استعارہ پیدائش سے ہے یا گن سے ۳/ (۷) آریہ سماج کے مباحث سے دلچسپی رکھنے والے کے لئے معلومات کا ذخیرہ ہے لکھائی چھپائی عمدہ

منیجر اہلحدیث امرتسر

AsliAhleSunnet.com

مفید کتابیں

اسرار الحاذقین ۱/: یہ کتاب علم طب میں اپنی قسم کی ایک ہی ہے جو جو نسخہ جات اطباء حاذقین قدیم و حال کے اعلیٰ درجہ کے ثابت ہوئے ہیں۔ اور جن کا استعمال ہر مرض کے زائل کرنے میں تیر بہدف پایا گیا ہے انہی کو مصنف نے درج کیا ہے اصلی قیمت عہ رعایتی عہ

فیض عام ملقب بہ تحفۂ دار الاسقام

اس کتاب میں علامہ مصنف نے قوانین علاج امراض ایسے عجیب طور سے لکھے ہیں۔ کہ آج تک کسی نے نہیں لکھے۔ علاوہ اس کے اس کتاب میں یہ خوبی ہے۔ کہ جو نسخے درج ہوئے ہیں سب مصنف کے اپنے تجربہ شدہ ہیں۔ کوئی نسخہ سنا سنایا نہیں۔ یہ نسخے ایسے عجیب ہیں کہ جن کو طبیب لوگ قیمتی نوٹوں کی طرح اپنی پاکٹ بکوں میں مخفی رکھا کرتے تھے۔ اور سوائے اپنی اولاد کے کسی اور کو بتانا گوارا نہ کرتے تھے اصلی عہ رعایتی عہ ۸/

تحقیقات جدید در امراض شدید

یہ کتاب ایک مستعد اور مشہور ڈاکٹر کی تصنیف ہے۔ جس نے اپنی خداداد ذہانت اور دیرینہ تجربہ کی بنا پر متعدی امراض مثلاً پلیگ۔ ہیضہ۔ سل وغیرہ کے متعلق قدیم و جدید تحقیقات۔ ان کے اسباب و علامات اور علاج کا مفصل ذکر کیا ہے۔ اس کتاب کا تمام ڈاکٹروں اور حکیموں کو مطالعہ از بس مفید و کارآمد ہے اصلی قیمت عہ رعایتی عہ ۸/

ضروری انگریزی الفاظ

اس کتاب میں وہ انگریزی الفاظ جو اخباروں۔ کچہریوں۔ کونسلوں۔ مدرسوں۔ میونسپلٹیوں۔ دفتروں وغیرہ وغیرہ میں بولے اور استعمال کئے جاتے ہیں۔ مع معانی و مطالب کے درج ہیں۔ قیمت صرف ۲/

لکنت اور اسکا علاج ۳/

جیبی حمائل شریف مترجم ۱۲/: یہ حمائل شریف ترجمہ والی کارڈ کی تقطیع کے برابر ہے۔ اور مطلا شدہ ہے۔ خط نہایت عمدہ ہے۔ سفر اور حضر دونوں میں مفید ہے۔ جیب میں بآسانی رہ سکتی ہے۔ علاوہ محصول ۱۲/

تحفۃ النساء: ایک مستند مسلمان خاتون ڈاکٹر کی تصنیف جس کو حضور لیڈی ڈاکٹر بیگم صاحبہ لاٹ صاحب بہادر پنجاب کی مصدقہ۔ اس میں عورتوں اور بچوں کے جملہ امراض کا اسباب و علامات اور انکا علاج مفید ہدایات وغیرہ درج ہیں اصلی قیمت عہ رعایتی ۱/

ملنے کا پتہ

منشی مولا بخش کشتہ ڈہاب کھٹیکاں امرتسر

مومیائی

یہ مومیائی خون پیدا کرتی اور قوت باہ کو بڑھاتی ہے ابتدائی سل و دق۔ دمہ۔ کھانسی۔ رعشہ۔ اور کمزوری سینہ کو رفع کرتی ہے۔ جریان یا کسی درد سے جن کی کمر میں درد ہو۔ ان کے لئے اکسیر ہے۔ دو چار دن میں درد موقوف ہو جاتا ہے۔ بدن کو فربہ اور ہڈیوں کو مضبوط کرتی ہے دماغ کو طاقت بخشنا اس کا معمولی کرشمہ ہے چوٹ کے درد کو موقوف کرتی ہے۔ مرد۔ عورت۔ بوڑھے۔ بچے جوان سب کے لئے یکساں مفید ہے۔ ہر موسم میں استعمال کی جاتی ہے۔ ایک چھٹانک سے کم روانہ نہیں ہوتی۔

قیمت

فی چھٹانک عہ ۱۲ آنہ ۳ ادھ پاؤ ۵ پاؤ پختہ سے مع محصول ڈاک وغیرہ
غیر ممالک کا محصول علاوہ

تازہ شہادات

جناب ڈاکٹر ... صاحب گوگشتہ ... سے رقمطراز ہیں میں نے آپ کا مومیائی خود استعمال کیا۔ بہت فائدہ پایا۔ ایک چھٹانک اور ارسال فرماویں (۲۳۔ مئی سنہ ...)

جناب مولوی محمد امین صاحب مدرسہ اسلامیہ بنارس سے لکھتے ہیں۔ میں نے آپکی مومیائی چند مرتبہ منگا کر استعمال کی۔ واقعی نہایت مفید ہے۔ اب ایک چھٹانک بہت جلدی روانہ فرما دیں (۲۶۔ مئی ...)

ملنے کا پتہ

پروپرائٹر دی میڈیسن ایجنسی کٹڑہ قلعہ امرتسر

راجپوت پرنٹنگ ورکس لاہور میں باہتمام ... پال سنگھ پرنٹر کے چھپا اور مولانا ابوالوفا ثناء اللہ صاحب (مولوی فاضل) نے شائع کیا۔

AsliAhleSunnet.com